حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ
نیلہ گنبد لاہور
صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ڈاکٹر محمود احمد ناگی

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ
نیلہ گنبد لاہور
صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تصنیف
ڈاکٹر محمود احمد ناگی

Ḥaḍrat Hajji Miāñ Muhammad Musa
(may Allah be pleased with him)
Of Nila Gumbad, Lahore

Companion of the Promised Messiah and Mahdi
(may peace be upon him)

By
Dr Mahmud Ahmad Nagi

Email: mahmudahmad.nagi@gmail.com

ISBN: 9781946812285

Additional Wakālat Tasnīf London permitted to publish this Book Vide Letter No. AVT-10719 Dated: 21 January 2017

Printed in USA
Copies Printed: 100

January 2017

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰؓ آف نیلہ گنبد لاہور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات و واقعات پر لکھنے کی خاکسار کو سعادت ملی ہے۔ آپ 1902ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کتابچہ میں آپ کی عقیدت و محبت کی سچی کہانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پیار کی نگاہوں نے آپ کو اس قابل بنایا کہ اپنی زندگی حضورؑ کے جذبۂ عشق اور اطاعت میں بسر کی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بھی دستِ راست رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے 2009ء تا 2013ء کے عرصہ میں متعدد خطبات میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی قربت کے باعث ان سے فیض یاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی اور انہیں ہدایت کی راہوں پر گامزن کیا۔ ان کی زندگیوں کے ایمان سے پُر واقعات کو شائع کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

> ’کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا وقت پایا اور اپنی محبت اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا۔ پھر آپؑ کے پیار اور شفقت سے بھی حصّہ لینے والے بنے۔‘

’یہ یاد رہے کہ ان بزرگوں کے کس قدر ہم پر احسان ہیں ورنہ شاید آج بہت سوں میں اتنی جرأت نہ ہوتی کہ حق کو اس طرح قبول کر لیتے جس جرأت سے ان بزرگوں نے قبول کیا۔‘

’پس ان بزرگوں کی نسلوں کو بہت زیادہ اپنے بزرگوں کے لئے دعائیں کرنی چاہیں اور پھر ساتھ ہی اپنے ایمان کی ترقی اور استقامت کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہیں۔ نیز ان بزرگوں کا حضرت مسیح موعودؑ سے جو تعلق تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے نمونوں پر، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے۔‘(خطبہ جمعہ 17 دسمبر 2010ء)

’وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے فیض پایا یقیناً ان کا ایک مقام ہے اور ان میں سے ہر ایک ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں جن کی نیکی تقویٰ اور پاک تبدیلیوں کا معیار یقیناً قابلِ تقلید ہے۔‘(خطبہ جمعہ 30 دسمبر 2011ء)

’آخرین کی وہ جماعت جس نے براہِ راست حضرت مسیح موعودؑ سے فیض پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی رہنمائی کی۔ ان کو نشانات دکھائے۔ خوابوں کے زریعے ان کو صحیح ہدایت کے رستے پر ڈالا اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کے لئے ہر طرح کی قربانی دی۔ ایسے بھی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے عاشقِ صادق کو ایک جان ہونے کی صورت میں دکھایا۔(خطبہ جمعہ 25 جنوری 2013ء)

حضور کی مندرجہ بالا ہدایات کی روشنی میں حضرت حاجی محمد موسیٰؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ زندگی کے واقعات ایک جگہ اکٹھے کئے ہیں تا کہ احباب جماعت کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔ خدا میری اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

آخر میں احباب جماعت سے خاندان میاں محمد موسیٰؓ کی جماعت احمدیہ اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہنے کی درخواستِ دعا ہے۔

کتاب ہذا کی طباعت کا اجازت نامہ

وکالتِ تصنیف یو کے

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

VAKALAT-E-TASNEEF

"Islamabad" 2 Sheephatch Lane. Tilford, Farnham, Surrey GU10 2AQ UK
Unit 3, Bourne Mill Business Park, Guildford Road, Farnham, Surrey GU9 9PS UK
Tel: 01252 891334 Email: wakalat.tasneef@gmail.com Email: avtmds@gmail.com

Ref. AVT- 10719 Date: 21 January, 2017

مکرم و محترم ڈاکٹر محمود احمد ناگی صاحب ۔ امریکہ c/o مکرم امیر صاحب امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے خیریت ہوگی۔ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
پر مشتمل کتاب کے بارہ میں آپکو جن درستیوں کا کہا گیا تھا، وہ آپنے بتایا ہے کہ درست
کر لی گئی ہیں۔ لہٰذا اس کتاب کو آپ طبع کروا سکتے ہیں۔ اسکی اطلاع اس سے قبل
مکرم سید ساجد احمد صاحب کے ذریعہ زبانی طور پر آپکو کی جا چکی ہے۔

صحابہ کے حالات زندگی کو منظر عام پر لانا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کتاب کی اشاعت ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے۔ آمین۔

براہ کرم طباعت کے بعد اسکی دو کاپیاں برائے ریکارڈ دفتر ھذا کو ضرور
بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

اظہارِ تشکر

اس کتابچہ کی تالیف میں درج ذیل عزیزوں اور احباب کی معاونت کا شکر گزار ہوں۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اِن کو جزائے خیر دے۔ آمین

عزیزم ڈاکٹر مبشر محمود کارڈیالوجسٹ حال کولمبس اوہایو امریکہ

عزیزم احمد عدنان ابن میاں بشیر احمد امین جماعت احمدیہ لاہور

محترمہ ثریّا جاہ صاحبہ اہلیہ ملک محمد خان صاحب حال لنڈن، یوکے

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

عزیزم فرخ محمود سیکریٹری مال جماعت احمدیہ پیل وِلج بر امپٹن کینیڈا

مکرم سیّد ساجد احمد صاحب مدیر احمدیہ گزٹ امریکہ

مکرم ڈاکٹر وجیہ باجوہ صاحب، گینز وِل، فلوریڈہ، امریکہ نے اس کتاب کی جلد کو ڈیزائن کیا۔

مصنّف کے بارے میں

ڈاکٹر محمود احمد ناگی ابن مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب 1944ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ اُن کے دادا حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحب کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے جیّد صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے خاندان میں سب سے پہلے 1901ء میں احمدیت قبول کی اور اپنی بقیّہ زندگی کا زیادہ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں میں صرف کیا۔ مصنّف کے والد حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب کے پانچویں بیٹے تھے جو واقفِ زندگی تو نہ تھے لیکن آپ نے جماعتی کاموں اور شعبہ مال جماعت احمدیہ لاہور پاکستان کی نصف صدی سے زائد خدمتِ دین کی۔ مصنّف کتاب ہذا ان کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے بھی جماعت احمدیہ لاہور، اسلام آباد اور جارجیا امریکہ میں شعبہ مال میں ہی 1980ء سے لے کر 2014ء تک خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ اب وہ کولمبس اوہایو میں مقیم ہے اور احمدیہ گزٹ یو ایس اے کا اسسٹنٹ ایڈیٹر، سیکریٹری وقفِ نو، آڈیٹر اور طاہر اکیڈمی کولمبس کا پرنسپل ہے۔ 28 مئی 2010ء کے سانحہ دارالذکر لاہور کے دوران وہ بھی مسجد میں موجود تھا لیکن دہشت گردوں سے خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔

مصنّف کتاب ہذا نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے 1968ء میں فزکس میں ایم ایس سی کی۔ 1974ء میں انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ایک وظیفہ ملا جس کی پاکستان کے غیر احمدی حلقوں نے بہت مخالفت کی۔ اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر اُن کا سفری سامان اس وقت جہاز سے اُتار لیا گیا جب وہ برمنگھم انگلینڈ کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

ڈاکٹر محمود احمد ناگی

مصنّف کتاب ہذا

پاسپورٹ اور سفری ٹکٹ سرکاری کارندوں نے چھین لئے اور کہا کہ احمدیت کا انکار کرو تو باہر جانے کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔ احمدیت پر تو ہماری جان بھی قربان ہے۔ ایسا کہنا تو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ فکر کی قطعاً ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ پی ایچ ڈی کا سامان مہیا کر دے گا۔ چند سالوں بعد اُپسلا سویڈن (Uppsala Sweden) میں9-1978ء میں کچھ تحقیقاتی کام کیا جو بعد میں پی ایچ ڈی میں ممّد و معاون ثابت ہوا۔ آخر کار 1988ء میں تجرباتی نیوکلر فزکس میں پی ایچ ڈی مل گئی الحمدُلِلّٰہ۔ مقالے کا عنوان 'Study of fast neutron induced reaction cross sections' تھا۔ مصنّف نے تقریباً یک صد تحقیقاتی مقالے اور رپورٹس فزکس کے مختلف جرائد میں چھپوائیں۔ وہ 37 سال پاکستان اٹامک انرجی کمشن میں ملازمت کرنے کے بعد دسمبر 2004ء میں چیف سائنٹفک آفیسر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سات سال بطور پروفیسر نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمرجنگ سائنسز لاہور میں فزکس پڑھائی۔ ڈاکٹر محمود احمد کے دو بیٹے ہیں۔ بڑا بیٹا ڈاکٹر مبشر محمود اس وقت کولمبس اوہایو میں کارڈیالوجسٹ (Cardialogist) ہے۔ وہ جارجیا جماعت میں ریجنل قائد اور سیکریٹری امورِ خارجہ تھا اور اب جماعت احمدیہ کولمبس اوہایو میں سیکرٹری تعلیم ہے۔ دوسرا بیٹا فرخ محمود ایک سافٹ ویر ہاؤس میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہے اور جماعت احمدیہ برامپٹن پیل ولج (Peel Village) کینیڈا کا سیکریٹری مال ہے۔ بیٹی فائزہ چوہدری شادی کے بعد سے ٹورانٹو کینیڈا میں مقیم ہے اور ایک گھریلو خاتون ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ آف نیلہ گنبد لاہور کا شمار حضرت مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام کے جیّد صحابہ میں ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے صفِ اوّل کے صحابی تھے۔ بیعت میں آنے سے پہلے آپ کا تعلق اہل حدیث مسلک سے تھا۔ بہت سی احادیث زبانی یاد تھیں۔ پابند صوم و صلوۃ تھے۔ قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے۔ اردو انگریزی فارسی کشمیری اور پنجابی زبانیں بول لیتے تھے۔ سادا لباس زیب تن کرتے اور ہمیشہ گفتگو میں شائستگی کا پہلو نمایاں ہوتا۔

ایک خط کے ذریعے 1902ء میں حضرت مسیح موعودؑ سے صداقت کا ثبوت مانگا۔ جب تسلّی ہوگئی تو بغیر کسی حیل و حجت کے آپؑ کی غلامی میں آگئے اور پھر کبھی مڑ کر پیچھے نہ دیکھا۔ آپؑ سے حد درجہ کی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ کی صحبت میں زیادہ وقت گذارنے کے لئے ایک لمبے عرصہ تک آپ کے اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے لئے لاہور سے قادیان سفر کر کے جاتے اور اس وقت تک گھر نہ لوٹتے جب تک حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام واپس جانے کی اجازت نہ دے دیتے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضورؑ کی دعاؤں کے نتیجے میں آپ کے اخلاص اور تقویٰ میں استقامت اور استقلال پیدا ہوا اور انعاماتِ الٰہیہ کے دروازے کھلتے چلے گئے جس کا ثمر آپ کی نسلوں میں جاری و ساری ہے۔ بہت دعا گو بزرگ تھے۔ ہر کام فہم و فراست سے کرتے تھے۔

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ
صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ولادت:1872ء بیعت:1902ء وفات:24دسمبر1945ء

حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ جماعت کی مالی معاونت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب بھی کوئی مالی تحریک یا چندہ کا جماعت سے مطالبہ کیا تو آپ نے اس پر لبیک کہا۔ آپؑ نے ایک کتاب یا اشتہار کی اشاعت کے لئے جماعت کو ایک نماز کے بعد مالی تحریک کی۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اُسی وقت قادیان سے لاہور چلے گئے۔ گنج مغلپورہ لاہور میں آٹھ اکٹھے مکان ایک احاطہ کی شکل میں ان کی ملکیت میں تھے۔ وہ جگہ اب بھی 'سرائے موسیٰ' کہلاتی ہے۔ اس جگہ کو فروخت کر کے تمام رقم حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں ڈھیر کر دی۔ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کے علاوہ دوسری چندہ کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے۔ آپ نے شدّھی کی تحریک میں بھی نمایاں کام کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آخری ایّام میں آپ کے بارے میں مندرجہ ذیل تعریفی کلمہ کہا جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔

'محمد موسیٰ صاحبؓ آپ نے دین کی بہت خدمت کی'۔

نبی اللہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ایک سچے عاشق کی نشاندہی کرتے ہیں۔ میاں محمد موسیٰؓ نے مساجد کی تعمیر کے لئے اپنے اموال بے دریغ خرچ کیے۔ کوشش کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں میں ان کے ہمرکاب ہوں اور حضورؑ اور ان کے قافلے کے قیام و طعام کا خیال رکھیں۔

اپنے آقا کی وفات کے بعد خلفاء احمدیت سے بھی وفا کا ناطہ جوڑے رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں ریل کے اجراء کے لئے آپ کی ڈیوٹی لگائی۔ محمد موسیٰ صاحبؓ نے اپنے اموال اور وقت خرچ کر کے اس عظیم

پراجیکٹ کو پائے تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے وارث بنے۔ آپ جب صاحبِ فراش تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کے گھر جاکر ان کی عیادت کی اور حضرت امِّ طاہر کے لئے دعا کا کہا جو ان دنوں لاہور میں بیمار تھیں۔ بیعت میں آنے کے بعد آپ کے رشتہ داروں نے آپ کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات توڑے رکھے لیکن آپ نے ان کی کبھی کوئی پرواہ نہ کی۔

خاکسار نے اپنے والد محترم میاں محمد یحییٰ صاحب سے ان کے والد میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کے بارے میں بہت سی روایات سنیں جو اب تک یاد ہیں۔ اس وقت ان کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔ کافی روایات جو آپ کے بارے میں اس کتابچہ میں بیان ہوں گی وہ خلفاء احمدیت کے خطبات، تاریخِ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور تاریخِ احمدیت لاہور مصنّفہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) سے شامل کی گئی ہیں۔ ان کتب میں تاریخ اور سن کی کچھ غلطیاں مشاہدے میں آئی ہیں ان کو حوالہ جات کی مدد سے درست کر دیا گیاہے تاکہ داداجان جناب میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی خدمات اور واقعات سند کے ساتھ جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہو جائیں۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ابتدائی زندگی اور ذریعہ معاش

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ خاکسار کے دادا تھے۔ ان کے والد کا نام میاں عبدالکریم تھا۔ وہ 1872ء میں ہندوستان کے شہر جالندھر میں پیدا ہوئے[1]۔ آپ کا خاندان ایمانداری اور تقویٰ کی وجہ سے بہت عزت و تکریم سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کے والد نے جوانی میں ہی لاہور سے تقریباً 20 میل دور واہگہ چیک پوسٹ ہندوستان پاکستان بارڈر کے نزدیک ایک گاؤں تقی پور چھاپہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ ہندوپاک کی 1965ء کی جنگ میں یہ گاؤں ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا اور دونوں ملکوں میں ایک معاہدہ کے تحت دوبارہ واپس مل گیا۔ اس گاؤں میں ان کی تقریباً 24 کنال (6 پیلیاں) زمین ہے جس پر اس وقت چند مزارعے کام کرتے ہیں۔ شروع میں آپ اپنے والد کے ساتھ کھیتی باڑی میں مدد کرتے تھے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد زمینی معاملات خود سنبھال لئے اور ساتھ ساتھ لاہور شہر میں 1901ء سائیکلوں کا کاروبار بھی شروع کر دیا۔ ایم موسیٰ اینڈ سنز سائیکلوں کی دکان نیلہ گنبد لاہور کی پرانی دکانوں میں سے ہے۔

نیلہ گنبد انارکلی لاہور کے پاس بلند و بالا ایک کشادہ مقبرہ ہے جو نیلے رنگ کی وجہ سے نیلہ گنبد کہلاتا ہے۔ گنبد کے نیچے ایک بزرگ شیخ عبد الرزاق

---

1 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) صفحہ 297,296 مطبوعہ فروری 1966ء

مدفون ہیں جو مغلیہ شہنشاہ ہند نصیر الدین ہمایوں کے دور میں لاہور آئے تھے۔ مقبرہ کی جگہ پر ان کی خانقاہ تھی جہاں وہ بیٹھ کر عبادت کرتے تھے[2]۔

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کے تین بیٹوں کی اولادیں اسی مارکیٹ میں سائیکلوں کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ لاہور اور اس کے مضافات میں آپ نے چند مکان بھی خرید رکھے تھے۔ اس کے علاوہ برانڈرتھ روڈ لاہور (کیلوں والی مشہور سڑک) پر ایک ورکشاپ بھی تھی۔ یہ جگہ احمدیہ بلڈنگس کے بہت قریب ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی تھی۔

دکان ایم موسیٰ اینڈ سنز نیلہ گنبد لاہور پاکستان

2لاہور کی روحانی قدریں مولفہ حنیف محمود صاحب

حلیہ اور عادات

حضرت میاں محمد موسیٰ کا قد درمیانہ یعنی تقریباً ساڑھے پانچ فٹ تھا۔ عام طور پر سفید شلوار قمیض زیب تن کرتے۔ گرمیوں میں پتلا (واسکوٹ یا سلوکہ)اور سردیوں میں گرم کوٹ پہنتے۔ شروع ہی سے بھرپور اور گھنی داڑھی رکھتے تھے۔باہر نکلتے تو سفید پگڑی سر پر ضرور رکھتے اور تیار ہو کر اچھے اور صاف ستھرے کپڑوں میں باہرنکلتے۔ صفائی کا ہر وقت خاص خیال رکھتے۔ کھانے کے بعد دانتوں کی صفائی کے لئے اپنے کوٹ کی جیب میں ایک ربڑ کا برش رکھتے تھے۔ کوٹ کی اُوپر والی جیب میں ایک پرانی طرز کی زنجیری کے ساتھ گھڑی رکھی ہوتی تھی۔ اُن کا جسم سڈول اور مضبوط تھا۔ چہرہ بارعب اور باوقار تھاجو عام طور پر شگفتہ اور تروتازہ رہتا۔ زیرِلب مسکراتے رہتے۔ ان کی باتوں سے ہر وقت پیار ہی پیار ٹپکتا یعنی صرف میٹھے بول بولتے۔ پنجابی اور اردو میں شاعری بھی کرتے تھے۔ میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب کو بھی شاعری سے شغف تھا۔

نماز باجماعت کا اہتمام کرتے۔گھر کے تمام افراد یعنی مرد، عورتوں اور بچوں کو پابندی کے ساتھ نماز باجماعت میں شامل کرتے۔عام طور خود امامت کے فرائض سرانجام دیتے۔ بہت کم ناراض ہوتے۔ بچوں کو 'بچو ہیریا' کہہ کر بلاتے۔گھر میں کوئی بھی پانی مانگتا تو جھٹ سے خود اُٹھ کر پانی دیتے اور کہتے کہ پانی پلانے میں بڑا ثواب ملتا ہے۔ مشکل اوقات میں بچوں سے دعائیں کرواتے اور کہتے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کی دعائیں جلدی سنتا اور

قبول کرتا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر اور فہم و فراست سے مشورہ دیتے۔ خاندان کے تمام افراد ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

ذریعہ معاش کے لئے گھر سے صبح سویرے نکلتے۔ شہر میں جہاں بھی کسی کام کے سلسلہ میں جانا ہوتا تو اس کے لئے سائیکل استعمال میں لاتے۔ مغرب سے پہلے گھر واپس لوٹ آتے۔ بڑوں چھوٹوں سب کے لئے گھر میں مغرب تک واپس آنے کا دستور رائج تھا۔ خاکسار نے بھی بچپن میں یہی مشاہدہ کیا کہ ہماری دادی جان سختی سے سب اہلِ خانہ کو مغرب سے پہلے گھر لوٹنے کی تلقین کرتی تھیں۔ اگر کسی کو دیر ہو جاتی تو بے چین ہو جاتی تھیں اور سیڑھیوں میں کھڑی ہو کر انتظار کرتیں۔

میاں محمد موسیٰ صاحب کو حکمت سے لگاؤ تھا۔ دیسی دوائیاں بناتے اور دوستوں اور ملنے والوں کو فی سبیل اللہ بانٹ دیتے۔ ایک ہندو دوست کو جو گوشت کھانے کا سخت مخالف تھا گائے کی ہڈیوں کی یخنی بوتلوں میں بند کر کے دوائی کے طور پر دی جس سے خدا تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ ان کے بیٹے حضرت میاں عبدالمجید صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس فی سبیل اللہ حکمت کے کام کو ایک لمبے عرصہ تک جاری رکھا۔ وہ کہتے تھے کہ ان کی حکمت میں اس وقت تک اثر رہے گا جب تک مفت دوائیاں دیتے رہیں گے۔ اس نیک کام کی وجہ سے انہیں تبلیغ کے بہت سے مواقع ملے۔ ان کی دکان پر ہر وقت کوئی نہ کوئی مریض دوائی لینے کی غرض سے آیا ہوتا تھا۔ دور دراز سے بھی لوگ آتے جو ان کی دکان کھلنے سے پہلے باہر بیٹھے انتظار کرتے رہتے۔ حضرت میاں عبدالمجید صاحبؓ کی اولاد میں سے میاں عبدالروف صاحب حال لندن نے بھی اس فی سبیل اللہ حکمت کے کام کو جاری رکھا۔

عائلی زندگی

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے تین شادیاں کیں۔ پہلی شادی 1893ء میں کی۔ پہلی اہلیہ کے بطن سے صرف ایک لڑکا میاں محمد حسین دسمبر 1894ء کو پیدا ہوا۔ آپ کی اپنی بیعت کے ساتھ گھر والوں نے بھی بیعت کی تھی۔ میاں محمد حسین صاحبؓ نے 1905ء میں دستی بیعت کا بھی شرف حاصل کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں ہمیشہ ہمیش کے لئے آ گئے[3]۔ دادا جانؓ نے دوسری شادی ایک بیوہ سے کی جس کی وہ کافی عرصہ سے کفالت کر رہے تھے۔ احبابِ جماعت کے مشورہ کے بعد ان سے شادی کی۔ وہ بھی موصیہ تھیں۔ انہوں نے 1912ء میں حج کرنے کی سعادت حاصل کی[4]۔ وہ شادی کے بعد کئی سال تک زندہ رہیں لیکن ان میں سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ تیسری شادی 1902ء میں ہماری دادی جان رحمت بی بی صاحبہ سے حضرت مسیح موعودؑ سے باقاعدہ اجازت لے کر کی۔ آپؑ نے ان کے لئے دعا بھی کی۔ ان کی ولادت کا سن 1875ء ہے اور وہ 1904ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ ان کے بارے میں تاریخ احمدیت لاہور یہ لکھا ہے:

'چند بار آمد و رفت ہو جانے کی وجہ سے میں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا ارادہ ایک اور نکاح کرنے کا ہے۔ ابھی میں یہ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حضور دعا فرمائیں کہ حضور نے فوراً فرمایا:

'ہاں، بہت مبارک ہو، میں دعا کروں گا۔'

---

3 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 302 مطبوعہ فروری 1966ء
4 اخبار بدر قادیان دار الامان 28 مارچ 1912ء صفحہ 2 کالم 1

چنانچہ اس کے بعد میں نے تیسرا نکاح کیا اور یہ رشتہ بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ میری یہ اہلیہ بہت متقی ہیں اور موصیہ بھی[1]۔'

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کی وفات 17 مارچ 1958ء کو لاہور میں ہوئی۔ 82 برس عمر پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ خاص کے باہر حضرت امّاں جانؓ کے سرہانے کے قریب دفن ہیں[5]۔

داداجان حضرت رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے تھے خاص طور پر اپنی بیویوں کے ساتھ ان کا سلوک قابلِ ستائش تھا۔ ان کی ہر جائز فرمائش پوری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے تھے۔

حضرت رحمت بی بی صاحبہؓ کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں سب سے بڑے لڑکے میاں عبدالمجید صاحبؓ یکم جنوری 1903ء کو پیدا ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے تقریباً ایک سال پہلے 1907ء میں بیعت کر کے صحابہ میں اپنا نام لکھوالیا[3]۔ آپ کی باقی اولاد کے نام درجِ ذیل ہیں۔

لڑکوں میں میاں عبدالماجد صاحب، میاں محمد احمد صاحب، میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب اور میاں مبارک احمد صاحب شامل ہیں۔ لڑکیوں میں مریم بی بی صاحبہ زوجہ عبدالخالق صاحب، زینب بی بی صاحبہ زوجہ عبدالعزیز صاحب اور عائشہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب آف جہلم ہیں۔ یہ

---

5 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 301 مطبوعہ فروری 1966ء

سب وجود وفات پا چکے ہیں۔ میاں عبد المجید صاحب، میاں محمد یحییٰ صاحب اور مریم بی بی صاحبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

میاں محمد یحییٰ صاحب جماعت احمدیہ لاہور پاکستان کے دو دفعہ قائد مجلس، قائد ضلع اور قائد علاقہ منتخب ہوئے۔ جماعت کے شعبہ مال میں نصف صدی سے زائد دینی خدمات سر انجام دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان سے بہت شفقت کا سلوک فرماتے تھے اور جماعتی معاملات کے لئے ان کو اپنے پاس بلاتے رہتے تھے اور گھنٹوں ہدایات سے نوازتے رہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کئی خطوط کی نقول تاریخ احمدیت لاہور میں دیکھی جاسکتی ہیں[6]۔

6روزنامہ الفضل ربوہ 25اپریل 2013ء صفحہ 4 تا 6 تک

فرزندان حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ

میاں محمد حسین صاحب (صحابی)　میاں عبدالمجید صاحب (صحابی)
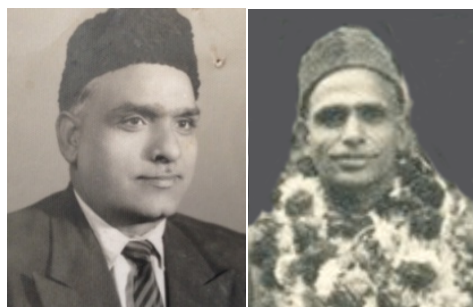
میاں عبدالماجد صاحب　میاں محمد احمد صاحب
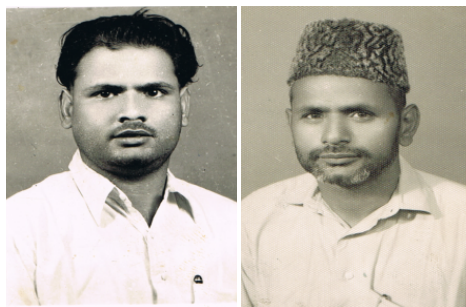
میاں محمد یحییٰ صاحب　میاں مبارک احمد صاحب

قبولِ احمدیت کا ایمان افروز واقعہ

حضرت داداجانؓ نیلہ گنبد لاہور میں سائیکلوں کا کاروبار کرتے تھے۔ لاہور میں سائیکلوں والے مشہور تھے۔ ایمان داری، محنت اور لگن ان کے کاروبار کے اصول تھے۔ اُن دنوں کاروباری لوگ حساب فہمی کے لئے منشی (Accountant) ملازم رکھتے تھے۔ داداجان نے محبوب عالم نامی ایک لڑکے کو تنخواہ پر ملازم رکھا ہوا تھا۔ ان کے شعبہ کی وجہ سے وہ منشی کہلاتے تھے۔ مشہور مورّخ مولانا دوست محمد شاہد نے ان کی ملازمت کا واقعہ تاریخ احمدیت میں کچھ یوں لکھا ہے۔ منشی محبوب عالم صاحب کے پوتے مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سیرالیون تحریر فرماتے ہیں:

> ’حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا حضور مجھے ایک نیک نوجوان کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قاضی محبوب عالم صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور دادا مرحوم ایک مدت تک بطور منشی کے حضرت میاں صاحب کے ہاں ملازم رہے۔ بعد میں آپ نے اپنی دکان لی۔ آپ ایک تاجر تھے[7]۔‘

کچھ عرصہ بعد وہ ملازمت چھوڑ کر چلے گئے تو میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمتِ اقدس میں ایک خط تحریر کیا:

---

7 حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد، (2007)، تاریخ احمدیت، نظارت نشرو اشاعت قادیان طبع پرنٹ ویل پریس امرتسر، جلد 18 صفحہ 306 تا 307

'آپ کا مرید محبوب عالم ہمارا ملازم تھا۔ نوکری چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ آپ اس کو ہدایت فرماویں کہ واپس آجائے کیونکہ وہ دیانتدار آدمی ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے[8]'۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ رجسٹر روایاتِ صحابہ میں تحریر کرتے ہیں:

'چنانچہ حضرت صاحب کو جب یہ خط ملا تو حضور نے محبوب عالم صاحب کو طلب فرمایا (یعنی مجھے) اور حکم دیا کہ آپ فوراً لاہور چلے جائیں۔ اس دکاندار نے آپ کی بہت تعریف لکھی ہے۔ اس واسطے ہمارا خیال ہے کہ آپ ان کے پاس پہنچ جائیں۔ چنانچہ میں لاہور آگیا اور بیس روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ دو سال کے بعد پروپرائیٹر (Proprietor) دکان جس کا نام الٰہ بخش تھا میاں محمد موسیٰ کو اپنی تجارت میں حصّہ دار بنالیا۔ اب میں بجائے ایک شخص کے دو کا ملازم ہو گیا۔ مگر قدرتِ خداوندی سے الٰہ بخش علیحدہ ہو گیا اور میاں محمد موسیٰ دکان کا واحد مالک ہو گیا اور مجھے مینجر رکھ لیا[8]،[9]'۔

منشی محبوب عالم صاحبؓ جب بھی دکان پر حساب فہمی کے لئے آتے تو دادا جان کو تبلیغ کرتے اور اصرار کرتے کہ قادیان میں مرزا غلام احمدؑ نے امام مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا دعویٰ حق پہ مبنی ہے۔ آپ بھی قادیان جا کر مرزا صاحب سے ایک دفعہ ضرور مل لیں۔ حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ نے بیان کیا:

---

8 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 227,228 مطبوعہ فروری 1966ء

9 روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 9 صفحہ 137-136 روایت منشی محبوب عالم صاحبؓ

'میں نے میاں موسیٰ صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اُن کو قادیان بھیجا مگر وہ شامتِ اعمال سے قادیان سے بغیر بیعت کے واپس آ گئے۔ بعد ازاں میں اُن کو کبھی کبھی اخبار بدر سناتا رہا۔ پھر میں نے ان کو ایک حدیث سنائی کہ ایک دن ایک بدوی نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تب اس بدوی نے بیعت کر لی اور اپنے قبیلہ کی بھی بیعت کروا دی۔ جب یہ واقعہ میں نے میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کو سنایا تو ان پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے اسی وقت ایک کارڈ حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسیح موعودؑ ہیں۔ یہ کارڈ جب حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے مولوی عبد الکریم صاحب کو حکم دیا کہ لکھ دو۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں وہی مسیح موعودؑ ہوں جس کا وعدہ آنحضرت ﷺ نے اس امت کو دیا تھا۔ اس کارڈ میں مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی طرف سے بھی ایک دو فقرے لکھ دیئے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے خدا کے مسیح کو قسم دی ہے۔ اب آپ یا ایمان لائیں یا عذابِ الٰہیٰ کے منتظر رہیں۔ وہ کارڈ جب پہنچا تو میاں محمد موسیٰ نے اپنی اور اہل و عیال کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس طرح سے میں اب اکیلا نہ رہا بلکہ میرے ساتھ خدا تعالیٰ نے ان کو بھی شامل کر دیا۔ [8,9,10]'

میاں محمد موسیٰ صاحب بیعت سے پہلے ایک دفعہ خود قادیان چلے گئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر سچائی کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کا واقعہ وہ خود اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

---

10 تذکرہ اصحابِ احمد خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 9 مارچ 2012ء

'بیعت کرنے سے چھ سات ماہ پہلے میں قادیان گیا۔ اس وقت میرے رشتہ داروں نے وہاں جانے کی سخت مخالفت کی تھی اور مجھ سے وعدہ لیا تھا کی میں وہاں جا کر مرزا صاحب کے گھر کھانا نہ کھاؤں اور نہ ہی بیعت کروں۔ میاں محمد موسیٰ صاحب گھر والوں اور رشتہ داروں سے وعدہ کر کے قادیان گئے تھے اس لئے انہوں نے اس وقت بیعت نہ کی تھی۔اس وقت میرے ساتھ میری اہلیہ کے بھائی بھی تھے جن کا نام شہاب الدین تھا۔ قادیان جا کر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا اور حضور علیہ السلام کی ملاقات بھی ہوئی اور حضور سے مصافحہ بھی کیا اور کچھ باتیں بھی کیں جو اب یاد نہیں۔ تین نمازیں بھی حضور کے ہمراہ مولوی عبدالکریم کی اقتداء میں پڑھیں۔ مجھ پر اس وقت آپ کی صداقت کا بہت اثر ہوا۔ گو میں نے اپنے رشتہ داروں سے وعدہ کرنے کی وجہ سے بیعت نہ کی۔ اس وقت مجھ پر حضور کی محبت کا جو اثر تھا اس کو دیکھ کر میرے نسبتی بھائی نے مجھ سے کہا کہ آپ تو اپنے وعدہ کے خلاف کر رہے ہیں اور آپ کی حرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ضرور پھنس جائیں گے۔ اس عرصہ میں میری کچھ گفتگو حافظ مولوی محمد ابراہیم صاحب نابینا کے ساتھ ہوئی جس کا مجھ پر خاص اثر ہوا۔ پھر ہم واپس آگئے اور چھ سات ماہ بعد حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ عام لوگوں کے لئے آپ کی صداقت کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ آپ قسم کھا کر تحریر فرماویں کہ آپ وہی مسیح موعودؑ ہیں جن کی دنیا کو انتظار ہے۔ اس پر حضور نے اس لفافہ کی پشت پر تحریر فرمایا کہ **میں وہی مسیح موعودؑ ہوں جن کا وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔**

ولعنت اللہ علی الکاذبین۔ خاکسار مرزا غلام احمد بقلم خود۔'

دادا جان میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے اسی سلسلہ میں بیان کیا:

'وہ خط لے کر اپنے گھر کے اندر گئے اور اپنے اہل و عیال کو صاف صاف کہہ دیا کہ میں اب بیعت کرنے لگا ہوں اگر کسی کو عذر ہو تو وہ اس وقت بیان کر دے یا علیحدہ ہو جائے۔ چنانچہ میری بیوی اور بچوں سب نے اس وقت بیعت کر لی اور میں نے سب کی

طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو خط لکھ دیا۔ میری والدہ زندہ موجود تھیں مگر وہ اس وقت لاہور میں نہ تھیں اس لئے انہوں نے بعد میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔'

حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ مزید تحریر فرماتے ہیں:

'بیعت کا خط لکھنے کے قریباً ایک ہفتہ بعد جب میں قادیان گیا تو حضرت مولوی نورالدینؓ سے میری عصر کی نماز کے بعد ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ نے وہ حدیث پوری کی ہے جس میں آتا ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر یہ سوال کیا تھا کہ آپ خدا کی قسم کھا کر بتائیں کہ کیا آپ وہی رسول ہیں جن کا تورات میں وعدہ دیا گیا ہے اور حضور نے اس وقت قسم کھا کر بیان کیا تھا کہ ہاں میں وہی ہوں جس پر اس نے وہاں بیعت کر لی تھی۔ اس موقعہ پر میں قادیان میں چند دن ٹھہرا تھا اور حضور علیہ السلام کی دستی بیعت بھی کی۔ روزانہ صبح آپ سَیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ میں بھی ہمراہ ہوتا تھا۔ آپ کی رفتار عام لوگوں سے کچھ تیز ہوتی تھی۔ اُن ایام میں آپ ننگل کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔'[11,12,1]

حضرت مسیح موعودؑ نے جس خط کی پشت پر سچائی سے پُر تحریر اپنے مقدس ہاتھ سے ثبت فرمائی تھی وہ خط ان کے بیٹے یعنی والد میاں محمد یحییٰ صاحب کے پاس 1953ء تک محفوظ تھا۔ 6 مارچ 1953ء کو بلوائیوں نے ختم نبوت کے نام پر لاہور میں احمدیوں کی املاک کو جلایا اور نقصان پہنچایا۔ میرے ایک دوست اور ہم جماعت ڈاکٹر صلاح الدین جو اُس وقت ہمارے گھر کے سامنے رہتے تھے

---

11 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد دہم صفحہ 543 تا 545

12 روایات اصحاب احمدؑ (غیر مطبوعہ) رجسٹر 11 صفحہ 7 تا 8

بتاتے تھے کہ قرآن کریم کے جلے ہوئے اوراق اور کتابیں سڑک پر جگہ جگہ بکھری پڑی تھیں۔ جس کا جو جی چاہا سامان اُٹھا کر لے گیا باقی سامان نظرِ آتش کر دیا گیا۔ فوج نے بہت سے نام نہاد مسلمانوں کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ ہمارے چند ہمسائے بھی پکڑے گئے۔ والد میاں محمد یحیٰی صاحب جیل میں ان کی خیریت پوچھنے جاتے اور ان کے لئے کھانا ساتھ لے جاتے اور کہتے تھے کہ انہوں نے ہمسائیگی کا حق ادا نہیں کیا لیکن ان کی دیکھ بھال کرنا میرا فرض بنتا ہے۔ قصہ مختصر وہ شاہکار تحریر گھر کے سامان کے ساتھ ضائع ہو گئی۔ سب افرادِ خاندان کو جس کا ہمیشہ قلق رہے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن ابّا جان نے بڑی عقیدت سے جمع کر رکھے تھے وہ سب ان بد بختوں نے نذرِ آتش کر دیئے۔ والد صاحب آخری دم تک ان قلمی نسخوں کا ذکر کرتے رہتے تھے لیکن گھر اور دکان کے سامان کے لٹ جانے کا کبھی ذکر نہ کیا۔

قبولِ احمدیت کے بعد دادا جان اپنے خاندان سے کلیتاً کٹ کر رہ گئے تھے۔ دادا جان کو ان کی کچھ پرواہ نہ تھی پرواہ تھی تو صرف اپنے آقا حضرت مسیح موعودؑ کی تھی کہ وہ کس طرح خوش ہو سکتے ہیں۔ ان کی ہر بات کو من و عن بجا لاتے۔ آپؑ نے جو بھی تحریک فرمائی اس میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ انہوں بیعت کے بعد اپنی دنیا الگ سے بسالی تھی۔ صرف جماعت کے احباب سے زیادہ میل جول رکھتے تھے اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا تھا۔

حضرت دادا جانؓ نے والد میاں محمد یحیٰی صاحب کی شادی حضرت جان محمد صاحبؓ ابن حاجی گلاب دین صاحب موضع بھڈیار ضلع امرتسر کی

صاحبزادی محترمہ فردوس بیگم سے کی تھی جو میری والدہ تھیں۔ حضرت جان محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ان کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا۔ دادا جان کی وفات کے بعد ہمارے آبائی گاؤں والوں نے دوبارہ تعلق قائم کیا۔ ہماری دادی جان صحابیہ تھیں[5]۔ اس وقت تو گاؤں والوں کو خوش آمدید کہا لیکن ساری زندگی ان غیر احمدیوں کے گھرانوں میں اپنے کسی بچے کی شادی نہ کی۔ جو شادیاں کیں وہ صرف اور صرف احمدی گھرانوں میں کیں[5]۔

حضرت جان محمد صاحبؓ آف بھڈیار

صحابی حضرت مسیح موعودؑ
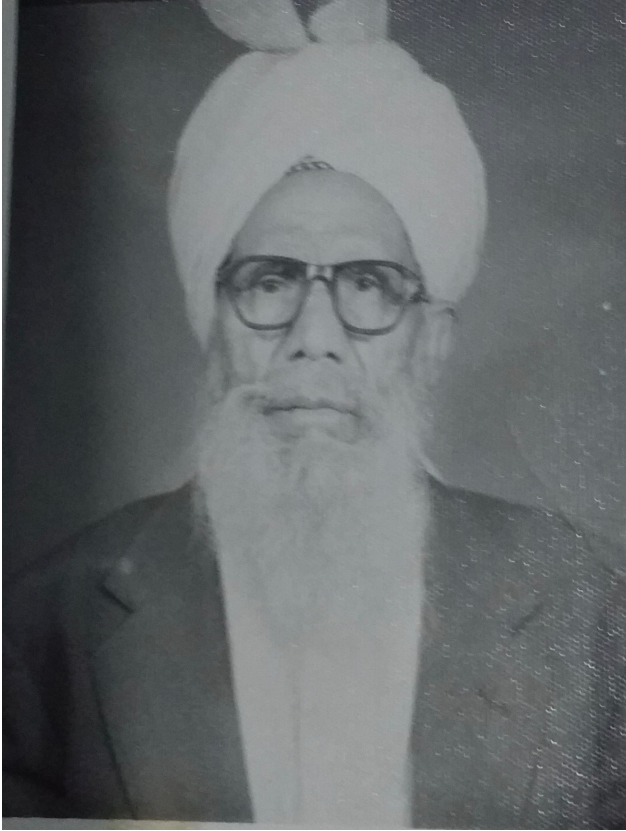
حضرت مسیح موعودؑ سے پیار و محبت کے واقعات اور جماعتی خدمات کا تذکرہ

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے اپنے آقا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ تقریباً سات سال کا مختصر عرصہ گذارا اور اس دوران ان کی صحبت سے بھرپور فیض اُٹھایا۔ ہر موقعہ کو غنیمت جانا۔ وہ ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن سے حضورؑ کو بہت پیار تھا۔ آپؓ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے میں کوشاں رہتے اور خدمتِ دین بجالانے میں اپنا زیادہ وقت صرف کرتے۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتے کہ ان کی اُولاد بھی راہِ راست پر قائم رہے اور دینِ متین کی صحیح خادم بنے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی میاں موسیٰؓ کی دکان پر تشریف آوری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا 1902ء میں میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی دکان واقع نیلہ گنبد لاہور کے باہر تشریف آوری کا واقعہ جماعت کے لٹریچر میں محفوظ ہے۔ تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد سے آپؑ کی 1902ء میں لاہور آمد کی تصدیق نہیں ہوتی۔ یہ واقعہ غالباً 4-1903ء کا بنتا ہے جب حضورؑ سفر جہلم کے بعد لاہور تشریف لائے تھے اور ایک روز قیام فرمایا تھا یا پھر 20 اگست 1904ء کا ہو سکتا ہے جب آپؑ لاہور آئے

تھے۔ یہ واقعہ سن کی تبدیلی کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔ یہ روایت حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے خود کی تھی[13,11]:

'ایک دفعہ 4-1903ء (تاریخ احمدیت میں 1902ء درج ہے) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا بھی لاہور تشریف لائیں۔ حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کو عجائب گھر چھوڑ کر حضورؑ ہماری دکان واقع نیلہ گنبد لاہور تشریف لائے۔ کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد دکان سے باہر ایک کرسی پر تشریف فرماہوئے اور فرمایا کہ پانی لاؤ۔ منشی محبوب عالم صاحبؓ اور کئی اور احباب سوڈاواٹر اور لسّی اور دودھ لائے مگر حضور نے فرمایا کہ ہم پانی پئیں گے جس پر پانی لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے حضورؑ کو دکان کے اندر آنے کی درخواست کی۔ حضورؑ نے انکار کیا اور کہا "نبی دکانوں میں نہیں بیٹھا کرتے" میں نے اس موقعہ پر آپ کی خدمت میں ایک پونڈ (برٹش انڈیا کی کرنسی) پیش کیا جسے حضور نے دو دفعہ عذر کے بعد قبول فرمالیا[12,11]۔'

ایک اور واقعہ اسی وقت پیش آیا جسے بیان کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا:

'اتنے میں ایک شخص آیا۔ اس کا نام محمد امین تھا وہ بوٹوں کی دکان کیا کرتا تھا۔ مجمع کو دیکھ کر کہنے لگا کہ کیا ہے؟ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ مرزا صاحب قادیان والے ہیں۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا۔ مجمع کو توڑتے ہوئے سامنے کھڑا ہو گیا اور نہایت گستاخی اور بے باکی سے دجّال یا کافر کہہ کر السلام علیکم کہا۔ حضور مسکرائے اور فرمایا کہ دجّال بھی اور السلام علیکم بھی۔ یہ دو متضاد

---

13 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) صفحہ 297 تا 298 مطبوعہ فروری 1966ء

باتیں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں۔ اس پر حضور نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

'مسلمانوں کی انتہائی بدنصیبی ہے کی ان کے درمیان دجّال پیدا ہو گیا جبکہ ان کو ضرورت کسی مصلح کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں ان پر رحم فرمایا جبکہ ان کی حالت پراگندہ تھی اور شیرازہ بکھرا ہوا تھا مگر افسوس کہ وہ بدقسمتی سے ایک ہادی کو دجّال کہہ بیٹھے [8]۔'

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی دکان کے باہر جس جگہ حضورؑ کرسی پر براجماں ہوئے تھے ایک درخت کے نیچے ایک عرصہ تک غلام رسول نامی ایک شخص مرغ چھولے کا سالن بیچتا تھا اور اس کا سارا کھانا دو تین گھنٹوں میں ختم ہو جاتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ سب برکت مرزا صاحب کی مرہونِ منت ہے۔ حضرت موسیٰؓ کے خاندان کو ہمیشہ رعایت سے کھانا دیتا۔ اس شخص نے جماعت کی کبھی مخالفت نہ کی۔ جب لاہور میونسپل کمیٹی نے وہ درخت (غالباً 1975ء میں) سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے کاٹ دیا تو وہ بھی وہاں سے کوچ کر گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایم موسیٰ اینڈ سنز لاہور پر تشریف لائے

ایم موسیٰ اینڈ سنز نیلہ گنبد لاہور کی دکان کے باہر کا حصّہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حاجی میاں محمد موسیٰؓ کی دکان کے باہر کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔
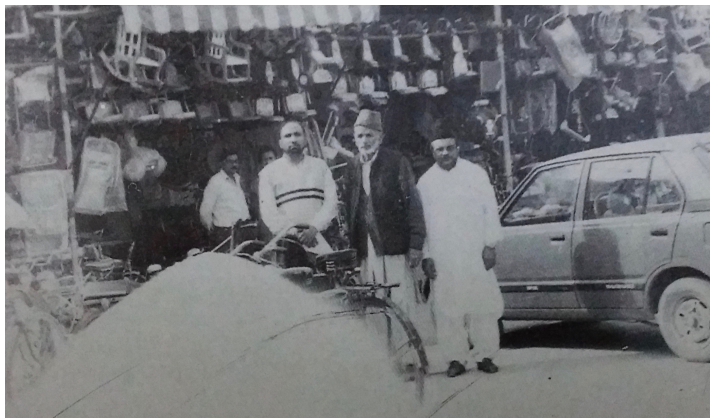
(دائیں سے بائیں)

مربّی سلسلہ مکرم بشیر الدین صاحب لاہور، میاں محمد یحیٰ صاحب ابن حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ اور مکرم حنیف محمود صاحب قائد اشاعت (مصنّف لاہور کی روحانی قدریں) تصویر میں نظر آرہے ہیں[2]۔

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کا لاہور سے قادیان جمعہ کے لئے جاتے رہنا

حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب جب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو ان کا قادیان کے علاوہ کہیں اور دل نہ لگتا تھا۔ آپ لاہور سے ہر جمعہ کی صبح قادیان کے لئے روانہ ہو جاتے تا کہ اپنے آقا امام الزمانؑ کے اقتداء میں جمعہ اور دوسری نمازیں ادا کر سکیں۔ بعض دفعہ تو جمعہ کی رات کو ہی واپسی ہو جاتی لیکن عام طور پر ہفتہ یا اتوار کو واپس آتے۔ اس وقت تک لاہور واپس نہ جاتے جب تک حضرت مسیح موعودؑ آپ کو واپس جانے کی اجازت نہ دے دیتے۔ سائیکل پر بٹالہ سے قادیان یک طرفہ 11 میل اور دو طرفہ تقریباً 22 میل کا سفر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اصحابِ احمد کے تذکرہ میں خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مئی 2012ء میں فرماتے ہیں:

’پھر حاجی محمد موسیٰ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس زمانے میں میرا کئی سال تک یہ دستور العمل رہا کہ نیا سٹیشن (سٹیشن کا نام) پر ایک جمعدار کے پاس ایک بائیسکل ٹھوس ٹائروں والا رکھا ہوا تھا۔ (یعنی وہ بائیسکل تھا جس کے ٹائروں میں ہوا کی بجائے ربڑ چڑھا ہوا تھا)۔ جمعہ کے روز میں لاہور سے بٹالہ تک گاڑی پر جاتا۔ (گھر سے لاہور اسٹیشن بھی سائیکل پر جاتے اور سائیکل لاہور اسٹیشن پر سائیکل سٹینڈ پر رکھتے۔ ناقل) اور وہاں سے سائیکل پر سوار

ہو کر قادیان جاتا اور جمعہ کی نماز کے بعد واپس سائیکل پر بٹالہ آجاتا۔ یہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آجاتا[13،14]۔

میاں موسیٰ صاحبؓ کا مالی معاونت کا روح پرور واقعہ

میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب نے بتایا کہ ان کے ابّا جان میاں محمد موسیٰ صاحبؓ بیعت کے بعد قادیان کثرت سے جاتے رہتے تھے۔ان کا معمول تھا کہ جمعہ حضرت مسیح موعودؑ کے اقتداء میں قادیان جا کر پڑھیں۔ایک نماز کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ضروری کتاب یا اشتہار شائع کرنے کے لئے غالباً 1902ء یا 1903ء میں ایک بڑی رقم کی اپنی جماعت کو تحریک کی اور اس کے لئے دعا کے لئے بھی کہا۔ میاں محمد موسیٰ صاحب اس وقت وہاں موجود تھے جب یہ تحریک کی گئی تھی۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت کے بغیر لاہور واپس نہ جاتے تھے لیکن اس دن بغیر پوچھے ہی لاہور چلے آئے۔

گنج مغل پورہ لاہور میں ان کی ملکیت میں ایک 'سرائے موسیٰ' (آٹھ مکانوں کا احاطہ) تھی۔(خاکسار کو 2016ء میں لاہور جانے کا موقعہ ملا۔ اپنے بھتیجے عزیزم احمد عدنان کے ہمراہ سرائے موسیٰ کا کھوج لگایا۔ یہ پولیس اسٹیشن مغل پورہ کے سامنے سڑک پار واقع ہے۔ جو سڑک مغلیہ شالامار باغ کو جاتی ہے اسے شالامار لنک روڈ کہا جاتا ہے۔ اگر منہ باغ کی طرف کیا جائے تو یہ جگہ سڑک کے دائیں ہاتھ پر ہے۔ایک صدی سے زائد عرصہ بیت گیا اور اس احاطہ کا نام ابھی تک سرائے موسیٰ ہی ہے۔اس کے مکانوں کے باہر نمبروں

---

14 تذکرہ اصحابِ احمد خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 4 مئی 2012ء

کے ساتھ سرائے موسیٰ لکھا ہوا ہے۔اس سرائے کا دروازہ یا اندر جانے کا رستہ مغلیہ طرزِ تعمیر سے مشابہت رکھتا ہے۔اس جگہ کا معائنہ اور مشاہدہ کا موقع بھی ملا۔ اندر جائیں تو دائیں اور بائیں طرف چار چار مکان ہیں۔اب تو مکان نئ طرزِ تعمیر کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک پرانے لیٹر بکس کی بھی تصویر شامل کی جارہی ہے جس پر سرائے موسیٰ لکھا ہوا دیکھا جاسکتا ہے)۔

میاں محمد موسیٰ لاہور پہنچے لیکن گھر نہیں گئے۔رات کے وقت ہی اپنے ایک ہندو دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا اور سرائے موسیٰ کا سودا کر لیا۔یہ سرائے نہایت ہی کم دام پر اسے بیچ دی اور رقم لے کر واپس قادیان پہنچ گئے۔ آپ کی غیر موجودگی میں حضورؑ نے احباب جماعت سے میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہیں نظر نہیں آرہے۔ یہ بھی کہا کہ موسیٰ صاحب تو اجازت لئے بغیر واپس نہیں جاتے۔ احباب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔اگلے دن فجر کی نماز کے وقت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ قادیان واپس پہنچ گئے اور نماز کے بعد ساری رقم حضور کے قدموں میں رکھ کر دی اور کہا حضورؑ میں تو رقم کے حصول کے لئے لاہور گیا تھا اس لئے آپ سے اجازت نہ لی۔ اس رقم سے حضورؑ اپنی کتاب شائع کرلیں۔ یہ رقم غالباً پانچ سے چھ ہزار روپے تھی۔میاں محمد موسیٰ صاحب گھر والوں کی مرضی کے بغیر سرائے موسیٰ فروخت کرکے اپنے آقا کے حضور سرخرو ہوگئے اور دعاؤں کے وارث بنے۔

جماعت کے جاں نثاروں کی اس طرح کی عظیم قربانیاں آخر کار رنگ لائیں۔ ان قربانیوں نے جماعت کے اس وقت نرم و نازک پودے کی خوب آب یاری کی۔خدا اس طرح کی قربانیوں کی سب احمدیوں کو توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

سرائے موسیٰ شالامار لنک روڈ مغل پورہ لاہور

سرائے موسیٰ شالامار لنک روڈ مغل پورہ لاہور
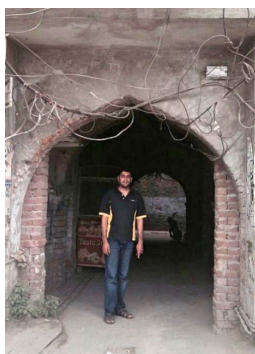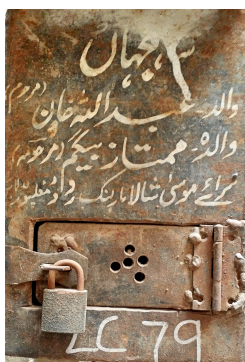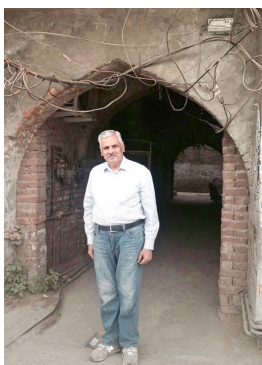
بہشتی مقبرہ قادیان کے لئے منصوبہ بندی

حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت 24 دسمبر 1905ء کو شائع فرمایا۔ اس رسالہ میں حضورؑ نے الٰہی منشاء کے ماتحت اشاعتِ اسلام، تبلیغِ احکام اور قرآن کے مقاصد کے لئے ایک دائمی نظامِ وصیت کا اعلان فرمایا جو آئندہ دنیا کے مختلف اقتصادی نظاموں میں نظامِ نو ثابت ہو گا۔ حضورؑ نے الٰہی منشاء کے تحت ایسے وصیت کرنے والوں کے لئے ایک بہشتی مقبرہ بھی تجویز فرمایا اور اس میں دفن ہونے والوں کے قوائد خود درج فرمائے۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اُس وقت قادیان میں تھے جب حضورؑ نے بہشتی مقبرہ بنانے کی تجویز دی تھی اور اس کے لئے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بھی عطا کیا تھا۔ حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

'رسالہ الوصیت شائع ہونے کے بعد 1906ء میں ایک دن لاہور سے آئے ہوئے میاں محمد موسیٰ صاحبؓ سے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ بہشتی مقبرہ کا ایک نقشہ تیار کر دیں۔ جس میں قبروں اور راستوں کے نشانات دکھائے جائیں۔ جس وقت میاں محمد موسیٰ صاحب نے وہ نقشہ تیار کر کے حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس وقت میں بھی حاضر تھا۔ حضورؑ نے وہ نقشہ پسند فرمایا۔ حصرت میاں صاحب نے نقشہ میں ایک قبر پر انگلی رکھ کر عرض کیا کہ حضورؑ یہ قبر میرے لئے مخصوص کر دی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی قبر کسی کے لئے مخصوص نہیں کی جاسکتی۔ پھر حضور نے فرمایا کہ یہ خدا کے علم میں ہے کہ اس جگہ کون دفن ہو گا۔ حضورؑ نے قرآن کی ایک آیت بھی پڑھی جو موسیٰ صاحبؓ کو یاد نہیں رہی۔ حضورؑ نے موسیٰ صاحبؓ کو بتایا کہ انہیں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جو شخص اس قبرستان میں دفن ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔ یہ بھی کہا کہ ہو سکتا ہے جو اس کے باہر دفن ہو وہ بھی جنت میں جائے مگر اس

میں دفن ہونے والا ضرور بہشتی ہو گا۔ اس کے بعد اس قبرستان کے نقشہ میں حضرت نانا جانؓ نے ترمیم بھی کی تھی اور سڑکیں وغیرہ بنائی تھیں [15,13]۔'

حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد بتایا کہ جس قبر کی انہوں نے نشاندہی کی تھی یہ وہی قبر ہے جو میں نے اپنے لئے چاہی تھی۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کا جسدِ اطہر اس میں دفن کیا گیا ہے۔ دراصل یہ وہ قبر تھی جو حضور کو کشف میں چاندی کی طرح چمکتی دکھائی گئی تھی جس کا ذکر حضور نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے[15]۔

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اور ان کی پہلی دو بیویاں بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

نظامِ وصیت میں شمولیت

حضرت مسیح موعودؑ نے نظامِ وصیت کا رسالہ الوصیت 24 دسمبر 1905ء کو شائع فرمایا تھا۔ حضرت دادا جانؓ ابتدائی جانثاروں میں سے تھے جنہوں نے نظامِ وصیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وہ خود بتاتے ہیں کہ ان کا وصیت نمبر 16 تھا۔ پل کے لئے چندہ دیر سے بھجوانے کی وجہ سے یہ نمبر 65 ہو گیا[13,11]۔

---

15 روزنامہ الفضل ربوہ 5 مارچ 2010ء صفحہ 3

مالی تحریکات میں شمولیت

حضرت دادا جانؓ جماعت کی ہر مالی تحریک میں شامل ہوتے تھے۔ تاریخ احمدیت لاہور تصنیف حصرت شیخ عبد القادر صاحب میں حضرت میاں چراغ دینؓ کے ذکر میں آپکی مالی قربانیوں کا ذکر بھی ملتا ہے[16]۔

'اس موقعہ پر حضرت منشی محبوب عالم صاحب مالک راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد اور حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ سائیکلز ڈیلر نیلا گنبد کا ذکر بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں اصحاب نہایت مخلص اور محنتی کارکن تھے۔ مؤخر الذکر تو مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔'

آپ کا نام تحریکِ جدید کے پانچ ہزاری دفتر اوّل کے مجاہدین کی لسٹ میں صفحہ 242 پر 2054 نمبر پر درج ہے۔ اس کے علاوہ موسیٰ خاندان میں تایا میاں عبد المجید صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ 2055 نمبر پر اور میاں محمد یحییٰ صاحب 2056 نمبر پر لسٹ میں موجود ہیں[17]۔

خاکسار کے تایا جان میاں عبد المجید صاحبؓ نے اپنے والد ماجد حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کے متعلق ایک روایت بیان کی کہ 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کام کے لئے ساری جماعت کے سامنے ایک ہزار روپیہ چندہ کی تحریک فرمائی۔ جس میں سے سات سو روپے والد محترم نے حضورؑ کی خدمت میں پیش کئے اور تین سو روپے باقی احباب نے[3]۔

---

16 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگرمل) صفحہ 405 مطبوعہ فروری 1966ء

17 پانچ ہزاری مجاہدین تحریکِ جدید صفحہ 242

میری پھوپھی زاد بہن محترمہ ثریا جاہ صاحبہ اہلیہ ملک محمد خان صاحب مرحوم آف خوشاب حال لندن بیان کرتی ہیں کہ لنگر خانہ کے لئے کنواں کھدوانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے مبلغ تین ہزار روپے کا جماعت سے مطالبہ کیا تھا۔ نانا جان (میاں موسیٰ صاحبؓ) نے ایک ہزار کا اسی وقت وعدہ کر دیا اور دو ہزار روپے باقی احباب جماعت سے اکٹھے کر دیے۔ اپنی وعدہ کی رقم چند دنوں میں ہی ادا کر دی تھی۔

حضرت سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے نکاح میں شمولیت

حضرت سیّدہ مبارکہ بیگمؓ دخترِ نیک اختر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا نکاح 17 فروری 1908ء حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلا کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر مسجد اقصیٰ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے پڑھا۔ نکاح کی مبارک تقریب میں شمولیت کے لئے لاہور سے میاں چراغدین صاحبؓ، ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحبؓ، حکیم محمد حسین صاحبؓ قریشی، بابو غلام محمد صاحبؓ، میاں محمد موسیٰ صاحبؓ، شیخ رحمت اللہ صاحبؓ، خواجہ کمال الدین صاحبؓ اور خلیفہ رجبّ الدین صاحبؓ مدعو کئے گئے۔ ان احباب نے قادیان جا کر اس تقریب میں شرکت کی۔ حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ آف لاہور ان خوش قسمت احباب میں شامل تھے جو اس مبارک تقریبِ سعید میں شامل ہوئے[18,5]۔

---

18 تاریخ احمدیت مؤلفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد دوم صفحہ 516

عبد المجیدؓ ابن محمد موسیٰؓ کا حضورؑ کو جپھی ڈالنے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ مئی 2012ء بابت روایات صحابہ حضرت محمد موسیٰ صاحبؓ کے بیٹے میاں عبد المجید صاحبؓ کا مندرجہ ذیل واقعہ یوں بیان فرمایا[20,19]۔

'ایک دفعہ میرے لڑکے جس کی عمر اس وقت تقریباً 4 برس تھی۔ (یہ واقعہ 1907ء کا ہے۔ ناقل) اس بات پر اصرار کیا کہ میں نے حضرت صاحب کو چمٹ کر جپھی (اردو میں معانقہ) ڈال کر ملنا ہے۔ اس نے مغرب سے لے کر صبح تک یہ ضد جاری رکھی اور ہمیں رات کو بہت تنگ کیا۔ صبح اُٹھ کر پہلی گاڑی میں اسے لے کر بٹالہ اور وہاں سے سے ٹانگے پر ہم قادیان گئے اور جاتے ہی حضرت صاحبؑ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ عبد المجید آپ کو ملنا چاہتا ہے۔ گلے ملنا چاہتا ہے یا جپھی ڈالنا چاہتا ہے (چھوٹا سا بچہ تھا عمر 4 سال تھی)۔ حضورؑ اس موقع پر باہر تشریف لائے اور عبد المجیدؓ آپ کی ٹانگوں کو چمٹ گیا اور اس طرح اس نے ملاقات کی اور پھر وہ 4 سال کا بچہ کہنے لگا 'ہن ٹھنڈ پے گئی اے (یعنی بھرپور تسلّی ہوگئی ہے۔ ناقل)۔'

حضورؑ کے ساتھ کھانا تناول کرنے کا واقعہ

حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔

'میں نے ایک دفعہ حضورؑ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ حضور کھانا بہت کم کھایا کرتے تھے[13]۔'

---

19 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 299 مطبوعہ فروری 1966ء

20 روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر 11 صفحہ 11 تا 15

حضرت مسیح موعودؑ کی سادگی کے بارے بیان

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے روایت کی کہ حضورؑ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات دستار مبارک کے پیچ بالکل بے ترتیب ہوتے تھے۔ یہی حال قمیض اور کوٹ کے بٹنوں کا ہوتا تھا یعنی جو بٹن اُوپر کا ہوتا تھا وہ نیچے کے کاج میں لگا ہوتا تھا اور نیچے کا بٹن اُوپر کے کاج میں [13]۔

حضورؑ کے لئے پوستین خریدنا

حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

'ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے قریشی محمد حسین کو خط لکھا کہ آپ پوستین کا نرخ دریافت کرکے لکھیں کہ تا پتہ لگے کہ آیا میں خرید بھی سکتا ہوں یا نہیں۔ قریشی صاحب نے وہ خط میرے سامنے پڑھا۔ اسی دن میں نے پوستین خریدی جس کی قیمت قریباً 45روپے تھی اور دوسرے دن قادیان جاکر حضورؑ کی خدمت میں پیش کردی۔ اس وقت حضور باغ میں تشریف فرما تھے [1]'۔

حضورؑ کا گھٹنوں کی درد کا انوکھا علاج

حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ روایات صحابہ کے رجسٹر میں لکھتے ہیں [21]۔

'میاں فیروز دین صاحب میاں محمد سلطان صاحب کے متبنّٰی تھے۔ میاں محمد سلطان صاحب نے لاہور کا اسٹیشن بنوایا تھا اور گورنمنٹ کو کئی لاکھ روپیہ کا بل چھوڑ دیا تھا۔ گھٹنوں کی درد کی انہیں بہت شکایت تھی۔ دو آدمی پکڑ کر ان کو

---

21 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 300 مطبوعہ فروری 1966ء

اُٹھایا کرتے تھے۔ حضرت صاحبؑ سے ان کو بہت محبت تھی اور وہ حضورؑ کے پاس روزانہ آیا کرتے تھے۔ ان ایّام میں امریکہ کے ایک صاحب اور میم یہاں پر آئے اور ان سے حضورؑ نے گفتگو فرمائی۔(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 519 مولّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے اسے بیان کیا ہے۔ 7 اپریل 1908 کو قادیان میں شکاگو کے ایک سیّاح مسٹر جارج ٹرنر اپنی لیڈی مس بارڈون اور ایک سکاچ مین مسٹر بانسر کے ہمراہ قریباً دس بجے قادیان آئے۔ مسجد مبارک کے نیچے دفاتر میں ان کو بٹھایا گیا اور چونکہ انہوں نے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی درخواست کی تھی اس لئے حضرت اقدسؑ بھی وہیں تشریف لے آئے۔)اس موقعہ پر میاں فیروز دین صاحب بھی وہیں بیٹھے تھے۔ حضور نے ان کو فرمایا کی میاں فیروز دین کیا چاہتے ہو؟انہوں نے عرض کی کہ حضور درد بہت ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اُٹھو!اُٹھو!!انہوں نے کہا کہ حضور کہاں اُٹھ سکتا ہوں۔ لیکن حضورؑ نے بڑی تیزی سے فرمایا کہ اُٹھو۔ اُٹھو!! جس پر وہ خود بخود اُٹھ کھڑے ہو گئے اور ان کی درد زائل ہو گئی۔ اس کے بعد گھٹنوں کی درد اُن کو مرتے دم تک نہیں ہوئی۔ وہ چار پانچ سال اس کے بعد زندہ رہے‘۔

شعائر اللہ کو برقرار رکھنے کے بارے میں حضورؑ کا فتویٰ

حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے ایک اور روایت کی کہ میں نے ایک دفعہ حضورؑ کی خدمت میں یہ درخواست کی تھی۔ چونکہ جماعت کو مال کی بڑی ضرورت ہے۔ کیا قربانی کی بجائے روپے نہ قادیان بھجوادیے جائیں؟ (حضرت مسیح موعودؑ نے)فرمایا نہیں۔ شعائر اللہ کو برقرار رکھنا ضروری ہے[5]۔

حضور علیہ السلام کا مچھلی پسند کرنا

ایک دفعہ مولوی کرم الدین صاحب مرحوم جو کہ بھڈیار متصل اٹاری کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے مچھلی پکڑ کر دی کہ یہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں لے جاؤ۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ وہ مچھلی حضور کی خدمت میں لے کر گئے۔ حضورؑ بہت خوش ہوئے [5]۔

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کا تعمیر کمرہ کی نگرانی کرنا

حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ قادیان گیا۔ حضورؑ کا ایک کمرہ بن رہا تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے حضورؑ نے مجھے مقرر کیا۔ ایک مرتبہ دوپہر کے بعد حضورؑ وہاں خود تشریف لائے۔ اس اثنا میں ایک معمار نے حضورؑ کو کہا کہ فلاں مزدور نمازی نہیں۔ فرمایا۔ ہم نے اس سے نفل نہیں پڑھوانے [5]۔

حضور علیہ السلام نے اپنی رضائی بھجوادی

حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ قادیان گئے اور بستر ہمراہ نہ لے کر گئے۔ حضورؑ کے خادم حافظ حامد علی صاحبؓ نے حضورؑ کو اطلاع دی کہ لاہور سے ایک صحابی محمد موسیٰؓ کے پاس بستر نہیں ہے۔ اس پر حضورؑ نے اپنی رضائی ان کو بھیج دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس رات میں حضورؑ کی رضائی اوڑھ کر سویا [11,5]۔

حضرت مسیح موعودؑ کو دبانا

حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کہتے ہیں کہ ان کو کئی دفعہ حضورؑ کو مٹھی چاپی کرنے کا موقعہ ملا[20,11,5]۔

حضورؑ کے ساتھ لاہور میں سیر کا موقعہ

حضورؑ کی وفات سے پہلے آخری ایّام کا واقعہ سیرت المہدیؑ جلد دوم میں یوں درج ہے[22,19]۔(غالباً 1908ء کا واقعہ ہے جب حضرت مسیح موعودؑ آخری بار لاہور تشریف لے گئے تھے۔ناقل)۔

'حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے ایک دن ایک موٹر کار حضور کی سواری کے واسطے کہیں سے مہیا کی اور حضرتؑ سے اس میں سوار ہونے کی درخواست کی نیز سیّدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے بھی سوار ہونے کی خواہش کی۔ چنانچہ حضورؑ پُر نور معہ سیّدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا موٹر میں سوار ہونے کی غرض سے مکان سے اتر کر سڑک پر تشریف لائے مگر موقعہ پر پہنچ کر سیّدہؓ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجھے خوف آتا ہے مگر حضرت اقدسؑ بعض بچوں سمیت سوار ہوئے اور قریبی سڑک کا چکر کاٹ کر واپس تشریف لے آئے۔ موٹر اس زمانے میں نئی نئی لاہور میں آئی تھی۔'

دین کی خدمت پر آقا کا خراجِ تحسین

غالباً 1908ء کا ہی واقعہ ہے جب حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو ان سنہری الفاظ سے نوازا:

---

22 سیرت المہدیؑ جلد دوئم صفحہ 387 مولفہ قمر انبیا حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب

'موسیٰ صاحبؓ آپ نے دین کی بہت خدمت کی[21]۔'

تبلیغ کا ایک واقعہ

حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضورؑ اپنے آخری ایّام میں لاہور تشریف لے گئے تھے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے۔

'میرے ایک چچازاد بھائی عبد اللہ صاحب میری دکان پر ملازم تھے جو کہ جماعت کے بہت مخالف تھے۔ آخری ایّام میں جب حضورؑ لاہور تشریف لائے تو کئی روز میں نے ان سے تقاضا کیا کہ آپ جا کر دیکھ تو آئیں مگر وہ انکار ہی کرتے چلے گئے۔ آخر ایک روز میرے اصرار پر کہنے لگے کہ دہاڑی (یومیہ مزدوری) چھوڑ کر کون جائے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی دہاڑی نہیں کاٹتا۔ آپ چلے جائیں۔ چنانچہ جب وہ گئے تو اس کے بعد میں بھی گیارہ بجے وہاں گیا اور میں نے دیکھا کہ ان پر حضورؑ کی صحبت کا بہت نیک اثر پڑا ہے۔ چنانچہ ان کی حالت بدل چکی تھی اور وہ بیعت پر آمادہ تھے۔ میں نے کہا کہ آپ تو اس قدر مخالف تھے ذرا ٹھہر جائیں۔ اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ اب میں بیعت کرنے سے نہیں رک سکتا۔ عصر کے بعد بھی ایسا ہی کہا اور میں ان کو روکتا رہا کہ سوچ سمجھ لو۔ آخر دوسرے دن جمعہ کے وقت انہوں نے کہا کہ اب آپ چاہے روکیں میں بیعت ضرور کروں گا۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد انہوں نے بیعت کر لی[21]۔'

علمِ نجوم اور حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ

میاں محمد یحییٰ صاحب ابن حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ان کے ابّا جان علمِ نجوم سے کافی شغف رکھتے تھے۔ اس بارے میں کافی کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ اپنے دوست احباب میں اس علم کی وجہ سے شہرت رکھتے

تھے۔ اس علم کو کبھی دولت کمانے کا ذریعہ نہ بنایا۔ ایک دفعہ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس بارہ میں بتایا کہ یہ ایک باقاعدہ علم ہے اور اس بارے میں ان کو کافی شناسائی ہے۔ آپؑ نے کہا کہ اس علم سے انسانیت کو کیا فائدہ ہے؟ پھر کہا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کہتے تھے کہ حضورؑ کے اس فتویٰ کے بعد انہوں نے پھر کبھی علمِ نجوم کی طرف توجہ نہیں کی۔

میاں موسیٰ صاحبؓ کا خاص دعا کرنے کا طریقہ

میاں محمد یحییٰ صاحب یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ میاں جی کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے تبرّکات میں پگڑی اور شلوار کرتا (قمیض) تھا۔ جسے آپ نے بہت سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ اگر خاندان میں سے کوئی خاص دعا کے لئے کہتا تو والد صاحب ان تبرّکات کو پہنتے اور کسی خاموش جگہ پر التزام سے دعا کرتے۔ دعا کے بعد اس کی قبولیت کا بھی بتا دیتے۔ یہ تبرّکات بھی 1953ء کے احمدیوں کے خلاف فسادات میں ضائع ہو گئے جب احمدیوں کے گھروں اور املاک کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی لکڑی کی مہر

حضرت مسیح موعودؑ نے آخری ایّام میں ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جس پر ایک لکڑی کی مہر الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ایک اشتہار پر لگائی تھی[21]۔ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کے پاس وہ مہر بہت عرصہ تک محفوظ رہی۔ آپ کی وفات کے بعد وہ خاکسار کے والد میاں محمد یحییٰ صاحب کی تحویل میں آگئی۔ ہمارے

آبائی گھر کو جب 1953ء میں بلوائیوں نے جلایا اور نقصان پہنچایا تو یہ مہر بھی سامان کے ساتھ ضائع ہو گئی۔

حضورؑ کا تصنیف تحریر کرنے کا منفرد انداز

حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ قادیان گیا (1905ء کی بات ہے ناقل)میں نے حضور کو کتاب تصنیف کرتے دیکھا۔ حضورؑ ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ غالباً براہین احمدیہ پنجم تھی۔ حضورؑ کے لکھنے کا طریق یہ تھا کہ صحن یا کمرہ کے دونوں طرف دواتیں رکھی ہوتی تھیں اور ہاتھ میں کاغذ اور قلم لئے ہوتے تھے۔ ایک طرف کی دوات سے روشنائی لے کر لکھتے لکھتے دوسری طرف چلے جاتے پھر اُدھر سے روشنائی لے کر اس طرف چلے جاتے[5]۔

خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ کا

میاں محمد موسیٰؓ کے خاندان سے پیار کا تعلق

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خاندان بشمول خلفاء احمدیت کا میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اور ان کی اولاد کے ساتھ ہمیشہ گہرا تعلق رہا اور خدا کے فضل سے اس میں کمی نہیں آئی اور نہ کبھی آئندہ آئے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا میاں محمد موسیٰ صاحبؓ سے تعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا تایا جان میاں عبدالمجید صاحبؓ کے گھر واقع نیلہ گنبد لاہور تشریف لائی تھیں۔ اس کا خاکسار چشم دید گواہ ہے۔ میری عمر اس وقت تقریباً 8 سال تھی یعنی آپؓ غالباً 2-1951ء میں تشریف لائیں۔ میری دادی جانؓ اور گھر کی دوسری خواتین بھی موجود تھیں۔ وہ گھر کے صحن میں ایک تخت پوش پر تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب بچوں کو پیار سے نوازا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اپنی دادی جانؓ کے ہمراہ اس عظیم روحانی ہستی سے فیض یاب ہوا۔ حضرت امّاں جانؓ ہمارے آبائی گھر فلیمنگ روڈ لاہور پر بھی تشریف لاتی رہتی تھیں۔

خاکسار کی خوشدامن عائشہ بیگم صاحبہ دختر حضرت محمد موسیٰ صاحبؓ نے اس قیمتی وجود کے لئے دوپٹے پر مکیش کا کام ایک دن میں کر کے دیا تھا۔ حضرت امّاں جانؓ نے وہ دوپٹہ اوڑھ لیا اور بہت دعائیں دیں۔

میاں محمد یحییٰ صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہمارے گھر واقع فلیمنگ روڈ تشریف لائے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بہت دفعہ ابّا جان کی دکان واقع نیلہ گنبد لاہور تشریف

لائے۔اس بات کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ یوکے کے ایک اختتامی اجلاس میں بھی کیا تھا۔

ان سب برکات کا موجب ہمارے داداجانؓ، تایا جان میاں محمد حسینؓ، میاں عبد المجیدؓ اور والد گرامی میاں محمد یحییٰ صاحب ہیں۔والد صاحب کی دکان تو گویا جماعت کا دفتر ہوا کرتی تھی۔ وہ خود بھی سارا دن جماعت کا کام ہی کیا کرتے تھے۔وہ واقف زندگی تو نہ تھے لیکن اپنی زندگی جماعتی کاموں کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔خدا ان سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

قدرتِ ثانیہ کے ساتھ جُڑی یادوں کا تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا سفر ملتان اور محمد موسیٰؓ کی دعوت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بابرکت وجود سے حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں۔ بیعت کے بعد آپ سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔ آپ کی امامت میں بہت ساری نمازیں پڑھیں۔ آپؓ نے خلیفہ بننے کے بعد 25 جولائی 1910ء بذریعہ ریل ملتان کا سفر عدالت میں شہادت کے سلسلہ میں کیا تھا۔ ملتان سے واپسی پر آپؓ 28 جولائی 1910ء کو لاہور وارد ہوئے۔ حسبِ معمول احباب کی بڑی تعداد آپ کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ احبابِ جماعت لاہور نے واپسی پر بھی پہلے کی طرح خلوص و محبت کا اظہار کیا۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے آپ کی اور آپ کے خدّام کی دعوت کی[23]۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے تعلق کے چند واقعات

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی دکان کا سنگِ بنیاد

26-25 اکتوبر 1913ء کو گوجرانوالہ میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے بھی لیکچر دیا۔ گوجرانوالہ سے واپسی پر حضرت صاحبزادہؓ نے میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی دکان (واقعہ نیلہ گنبد لاہور) کا سنگِ بنیاد رکھا اور پھر واپس قادیان تشریف لے گئے[24]۔

---

23 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 323

24 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 468

انتخاب خلافت ثانیہ کی عینی شہادت اور میاں محمد موسیٰ صاحبؓ

مورّخ تاریخِ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوم میں تحریر کیا:

حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ لکھتے ہیں کہ وہ محمد مصطفیٰ صاحب کے ہمراہ قادیان جارہے تھے کہ امر تسر جاکر معلوم ہوا کہ کل یعنی 13 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوئی۔ اسی اسٹیشن پر لاہور کی جانب سے حضرت مولوی محمد احسن صاحب بھی فروکش ہوئے۔ اس وقت میری رائے تھی کہ اب خلیفہ مولوی صاحب ہوں گے۔ حضرت مولوی صاحب نے بٹالہ پہنچنے تک خلافت کے قیام کی ضرورت اور اس کے دلائل لگاتار بیان کئے۔ بٹالہ پہنچ کر ہم مولوی صاحب سے سواری کے لحاظ سے علیحدہ ہوگئے۔ ہم دونوں نے سالم یکہ کرایہ پر لیا۔ جب یکہ وڈالہ گرنتھاں کے قریب پہنچا تو ہم نے میاں محمد موسیٰؓ کو قادیان کی جانب سے بٹالہ کی طرف معہ ایک دو ساتھی آتے دیکھا۔ انہوں نے ہمارا یکہ رکوالیا اور ایک تحریر ہمارے پیش کی جسے پہلے مولوی محمد مصطفیٰ صاحب نے پڑھا اور اس پر اپنے دستخط کر کے میرے حوالے کر دیا۔ میں نے کاغذ ہاتھ میں لیکر پڑھا۔ اس پر یہ تحریر لکھی تھی۔

'آپ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اپنی رائے ثبت کریں کہ آیا اب خلافت ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہونی چاہیے تو کیا ویسی جیسی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تھی یا کسی اور طرح کی۔'

میں نے عبارت کو پڑھا۔ ہونی چاہیے اور ویسی ہی ہونی چاہیے جیسی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تھی اور دستخط کر دیئے۔ ہمارا یکہ چل پڑا میں نے مصطفیٰ

صاحب سے پوچھا کہ آپ نے مجھ سے مشورہ لئے بغیر کیوں دستخط کر دیئے۔ جب کہ امیر قافلہ میں تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک واضح بات تھی کہ اس میں مشورہ کی ضرورت میں نے نہ جانی اور خلافت ہونی چاہیے پر رائے ثبت کر دی[25]۔

سفر کشمیر اور حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کی طرف سے دعوت

حضرت مولانا دوست محمد شاہد تاریخ احمدیت میں لکھتے ہیں:

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 25 جون 1921ء کو ڈاکٹروں کے مشورہ سے کشمیر تشریف لے گئے۔ ایک جمّ غفیر نے بیرون قصبہ تک الوداع کہا۔ حضور کے ہمراہ حضرت اُمّ المومنینؓ، تینوں حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تھیں۔ نیز حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ، حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور بعض خدام ہمرکاب تھے۔ امر تسر ریلوے اسٹیشن پر تمام جماعت موجود تھی۔ قافلہ ریزرو گاڑی (ڈبہ) میں سوار ہوا۔ لاہور ریلوے سٹیشن پر حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی طرف سے دعوت کا کھانا پہنچا۔ راولپنڈی تک راستہ کی جماعتوں نے استقبال کیا[26]۔

بٹالہ سے دہلی کا سفر اور موسیٰ صاحبؓ کا برف کا انتظام کرنا

مورّخ تاریخِ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے تحریر کیا:

---

25 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 520

26 اصحابِ احمد جلد نہم مؤلّفہ ملک صلاح الدین آف قادیان صفحہ 357

12 جولائی 1924ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بٹالہ سے دہلی تک کا سفر اختیار کیا۔ حضور مع خدام قادیان سے روانہ ہو کر بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے جہاں آپ کے انتظار میں خلقت کا بے پناہ اژدھام تھا۔ بٹالہ سے چل کر دہلی تک مختلف مقامات کی جماعتوں نے شرف ملاقات حاصل کیا اور دعاؤں کے ساتھ اپنے محبوب آقا کو الوداع کہا۔ امرتسر ، بیاس، جالندھر چھاؤنی، پھگواڑہ اور دہلی میں آپ کے اور آپ کے رفقاء کے سفر کے فوٹو لئے گئے۔ قمر الانبیا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی حضور کے ہمراہ تشریف فرما تھے جو سہارنپور سے واپس ہوئے۔ امرتسر میں میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی طرف سے برف کا انتظام تھا جو دہلی تک قائم رہا اور وہ خود بھی دہلی تک حضور کے ہم رکاب رہے[27]۔

قادیان تک ریل کے اجرا میں موسیٰ صاحبؓ کی کامیاب کوشش

قادیان دارالامان جانے کے لئے احباب جماعت کو بٹالہ سے گیارہ بارہ میل کا سفر بذریعہ یکہ یا پیدل طے کرنا پڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی سفر کے لئے گھوڑے پر سواری کرتے یا پیدل جاتے۔ احباب جماعت اور آنے جانے والوں کو کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بارش اور سخت گرمی کے دنوں میں تو لوگوں کا برا حال ہو جاتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان تک ریل کے اجراء کے لئے حضرت دادا جان میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی ڈیوٹی لگائی۔ قادیان تک ریل

---

27 تاریخ احمدیت مؤلفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد چہارم صفحہ 434

کا اجراء آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ روایات تاریخ احمدیت اور روایات صحابہ میں بھی درج ہیں[11،18،28]۔

’حضرت حاجی صاحب کی زندگی کا ایک خاص واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ نے 1915ء سے لے کر 1924ء تک کوشش کی کہ قادیان میں ریل جاری ہو جائے۔ اس کوشش میں آپ کا تقریباً بارہ تیرہ ہزار روپیہ صرف ہوا۔ آپ نے اس غرض کے لئے دندوٹ کالری کی لائن کی نیلامی پر بولی دی جو بارہ میل کی لائن تھی۔ ایسا ہی ایک دفعہ آگرہ کی طرف بھی بولی میں شامل ہوئے اور اس کے بعد ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے پاس بھی بارہا دفعہ پہنچے اور اس لائن کے لئے سوال اُٹھایا۔ بلکہ ایک انجینئر ساتھ لے کر سری گوبندپور تک سروے (Survey) بھی کیا اور باقاعدہ نقشہ تیار کروایا۔ ایک تجویز یہ بھی کی کہ ایک کمپنی جاری ہو جس کے حصہ دار ہوں اور وہ اس ریلوے کو جاری کر دیں۔ آخر جب اس قسم کی درخواست ریلوے بورڈ میں دی گئی تو جواب ملا کہ یہ منصوبہ خود ہمارے زیرِ تجویز ہے اور اس کا نمبر 17 مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس پر آپ نے ذاتی جدوجہد ترک کر دی۔ کیونکہ آپ کا مقصد کسی منافع کا کمانا نہیں تھا بلکہ ریل جاری کروانا تھا۔ چنانچہ تین سال کے بعد قادیان میں ریل جاری ہو گئی۔ چنانچہ جب امرتسر سے قادیان کی جانب پہلی گاڑی چلنے لگی تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے محمد موسیٰ صاحبؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا **کہ آج تمہاری کوشش کامیاب ہو گئی۔**‘

خلافتِ ثانیہ کے پندرویں سال کے باب میں تاریخِ احمدیت میں اس نظارہ کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اس کا آنکھوں دیکھا حال ذیل میں پیشِ خدمت ہے۔

---

28 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 309 تا 310 مطبوعہ فروری 1966ء

حضرت مصلح موعودؓ کا امرتسر قادیان ریل کا افتتاح

مورّخ تاریخِ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد تحریر کرتے ہیں:

19 دسمبر 1928ء کو امرتسر قادیان ریلوے کے افتتاح کا اعلان کیا گیا۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور بہت سے احبابِ جماعت 3 بجے امرتسر اسٹیشن پہنچ گئے۔ لاہور گجرانوالہ اور بعض دور دراز مقامات سے لوگ چلے آئے۔ ریلوے احکام کو زائد ڈبے لگانے پڑے۔ گاڑی کے پاس آذان کہی گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک بڑے مجمع کو ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ حضور نے احباب کو مصافحہ کا شرف بھی بخشا۔ حضور گاڑی کے دروازے میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا دوست دعا کریں کی اللہ تعالیٰ ریل کا قادیان میں آنا مبارک کرے۔ آپ نے توجہ اور الحاح سے دعا کرائی۔ پھر احباب گاڑی میں سوار ہوئے۔ گاڑی 3 بج کر 42 منٹ پر اللہ اکبر اور غلام احمد کی جے کے نعروں کے ساتھ حرکت میں آئی۔ گاڑی کے تمام ڈبے بھر چکے تھے۔ بٹالہ اسٹیشن پر لوگوں کا جمِ غفیر تھا۔ مزید لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش نہ تھی۔ گاڑی اپنے وقت پر 6 بجے شام قادیان پہنچی۔ سٹیشن جھنڈیوں اور گملوں سے سجایا گیا تھا۔ پھر نعرے بلند ہوئے۔ اس یادگار سفر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ، حضرت مرزا شریف احمدؓ اور خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کے دوسرے سرکردہ دوست احباب شامل تھے۔[29]

---

29 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد پنجم صفحہ 90 تا 92

اسٹیشن ماسٹر بٹالہ کا محمد موسیٰ صاحبؓ کو خراجِ تحسین

چند سال پہلے ہماری فیملی کے سترہ افراد ٹرین پر بٹالہ سے قادیان گئے۔ خاکسار کا چھوٹا بھائی مقصود احمد حال جرمنی بھی شریکِ سفر تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ دسمبر 1990ء کو قادیان جانے کے لئے بٹالہ ریلوے سٹیشن گئے اور اسٹیشن ماسٹر سے ملے تاکہ دادا جان میاں محمد موسیٰؓ کی ریل کے اجراء کی مساعی کا تذکرہ ہو۔ تعارف کے بعد اس نے اسٹیشن ماسٹر کو بتایا کہ ہمارے دادا جان نے بٹالہ سے قادیان تک ریل پچھانے میں نمایاں کام کیا تھا۔اس نے دادا جان کی قادیان تک ریل کے اجراء کا پس منظر پیش کیا۔ اسٹیشن ماسٹر اپنی کرسی سے اُٹھا اور ایک پرانا رجسٹر اُٹھا لایا اور صفحے الٹانے لگا۔ ایک صفحہ پر پہنچ کر اس نے کہا کہ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے آپ کے دادا کا نام میاں محمد موسیٰ۔ انہوں نے بٹالہ سے قادیان تک ریلوے لائن بچھوانے میں ریلوے احکام کی بہت مدّد کی تھی۔ جب ٹرین جاری ہوئی تو اس ٹرین کا گارڈ بابو ولی محمد اور ڈرائیور بابو عمر دین تھا۔ پھر بھائی اور قافلہ نے اجازت چاہی لیکن وہ کہنے لگا کہ آپ کو بغیر چائے پلائے جانے نہ دے گا۔ بھائی صاحب کہنے لگے کہ ٹرین کا وقت ہو رہا ہے ہمیں جانے دیں ایسا نہ ہو کہیں ٹرین چھُوٹ جائے۔ اسٹیشن ماسٹر نے کہا کہ ٹرین جب تک میں نہ کہوں گا اسٹیشن سے روانہ نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے چائے کے ساتھ کیک اور بسکٹ منگوائے اور بہت خاطر تواضع کی جس کو ہم سب ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ہم روانہ ہونے لگے تو اس نے موسیٰ صاحبؓ کو پھر خراجِ تحسین پیش کیا اور ہمارے لئے ٹرین میں ایک ڈبہ مختص کروادیا۔ اس کے حکم پر ہمارا سامان اسٹیشن کے ملازموں نے ٹرین میں رکھا۔ ٹرین میں بہت رش تھا اور اس کے ان اقدام کی وجہ سے وہ سب خیریت سے

بغیر کسی تکلیف کے قادیان پہنچ گئے۔ یہ حسنِ سلوک سب شریکِ سفر افرادِ خاندان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس اسٹیشن ماسٹر کو سلام جس نے جناب محمد موسیٰ صاحبؓ کی کاوشوں کو سراہا۔

حضرت اُمّ طاہر کی بیماری پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دعا کے لئے کہنا

میاں محمد یحییٰ صاحب نے یہ بھی روایت کی کہ حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ حرم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھیں۔ آپ بہت تکلیف میں تھیں۔ حضورؓ ان کی عیادت کے لئے قادیان سے لاہور تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے احباب کثیر تعداد میں جمع تھے۔ حضور نے حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کے بارے میں استفسار کیا کہ موسیٰ صاحبؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ کچھ ہفتے پہلے وہ نیلہ گنبد سے گھر جاتے ہوئے سائیکل سے گر پڑے تھے اور گھٹنوں پر شدید چوٹیں آئی ہیں اور اب اُٹھ نہیں سکتے بستر پر ہی لیٹے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یہاں تک نہیں آسکے۔ حضورؓ نے کہا کہ موسیٰ صاحبؓ کو اُمّ طاہر کی صحت یابی کے لئے دعا کے لئے کہنا تھا۔ حضور ہسپتال جانے کی بجائے خادموں کے ہمراہ ایک قافلہ کی صورت ہمارے آبائی گھر فلیمنگ روڈ پہنچ گئے۔ میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب قافلے کے آگے آگے سائیکل پر رہنمائی کر رہے تھے۔ حضورؓ گھر کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگئے جہاں میاں محمد موسیٰ صاحبؓ بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کو اچانک دیکھ کر وہ تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ حضرت صاحب نے لیٹے رہنے کی ہدایت کی اور کہا موسیٰ صاحبؓ ہم جانتے ہیں آپ سائیکلوں والے

ہیں اب اس عمر میں سائیکل کی سواری چھوڑ دیں۔ اُمّ طاہر علیل ہیں ان کے لئے دعائیں کریں وہ ہم سب کی دعاؤں کی مستحق ہیں۔ اس کے بعد حضور جلدی جلدی گھر کی سیڑھیاں اترے اور قافلہ سر گنگا رام ہسپتال روانہ ہو گیا۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے اس کے بعد وفات تک سائیکل نہ چلا کر اپنے آقا کے حکم پر سر تسلیم خم کیا۔

اسی ضمن میں والد صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 12 مارچ 1944ء کو مغرب اور عشاء کے بعد مجلس عرفان بر مکان شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور فرمایا کہ میں نے دعا کے طور پر 2 مارچ کو یہ شعر کہا اور امّ طاہر نے 5 مارچ 1944ء کو وفات پائی[30]۔

اِک طرف تقدیر مبرم اِک طرف عرضِ دعا
فضل کا پلڑا جھکا دے اے میرے مشکل کشا

30 کلامِ محمود مؤلّفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، ناشر سیّد محمد سعید سلیم دار التجلید اُردو بازار لاہور

مالی قربانیوں میں پیش پیش لاہور کے احمدی خاندان

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں لاہور میں چند احمدی خاندان تھے جنہوں نے اپنی حیثیت سے زائد مالی قربانیاں کیں۔ مندرجہ ذیل لاہور کے خاندان پیش پیش تھے[16]۔

حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ
حضرت حکیم محمد حسین قریشی صاحبؓ
حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ

ان خاندانوں کے بزرگ تو وفات پا چکے ہیں اور ان کی اولادیں زیادہ تر انگلینڈ، جرمنی، کینیڈا اور امریکہ میں آباد ہیں۔ ان کو دوسرے ملکوں میں بھی جماعت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ حضرت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی فیملی کی اولادوں کو اگر جمع کیا جائے تو کم و بیش پانچ صد ہوں گے۔

’بابرگ و بار ہوویں اِک سے ہزار ہوویں‘۔

فلاح و بہبود کے کام

دادا جان میاں محمد موسیٰ کو بیعت سے پہلے جب بھی کاروبار سے فرصت ملتی تو وہ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے گاؤں چلے جاتے اور فصل مالیہ وغیرہ کا حساب کرتے۔ عام طور پر میری دادی جان یعنی ان کی اہلیہ بھی ان کے ہمراہ ہوتیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ان کو بھی زمینی معاملات کا علم ہو۔ گاؤں جانے کے لئے تین سے چار میل کا سفر پیدل کرنا پڑتا تھا۔ کوئی سڑک نہ تھی اور بارشوں کے دنوں میں بہت تکلیف اُٹھانا پڑتی تھی۔ ایک دفعہ گاؤں جاتے ہوئے ہماری دادی صاحبہ ایک ندی نالہ پھلانگتے ہوئے گر پڑیں۔ بہت چوٹیں آئیں۔ دادا جان نے کچھ دنوں کے بعد ہی گاؤں کے رستے میں تمام ندی نالوں پر پل بنوادیے اور گاؤں تک کچی سڑک بنوادی۔ اس کے علاوہ راستہ میں مسافروں کے پانی پینے کے لئے ہینڈ پمپ لگوادیا۔ ان فلاح و بہبود کے کاموں کو سب گاؤں والوں نے بہت سراہا۔

میری پھوپھی زاد بہن محترمہ ثریّا جاہ صاحبہ اہلیہ ملک محمد خان صاحب مرحوم جو کہ محترمہ مریم بی بی صاحبہ دختر میاں محمد موسیٰ صاحبؓ کی بیٹی ہیں نے مندرجہ ذیل روایت خاکسار کو بیان کی:

میاں محمد موسیٰ صاحبؓ (ثریّا جاہ کے نانا جان) ان کی والدہ کی خیریت معلوم کرنے کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ جایا کرتے تھے۔ وہ سیالکوٹ بس سٹینڈ سے ٹانگہ پر گھر جاتے۔ رات اپنی بیٹی کے ہاں نہ ٹھہرتے۔ ٹانگہ گھر کے باہر ہی کھڑا رکھتے۔ کچھ دیر کے بعد ٹانگہ سے بس سٹینڈ اور پھر لاہور واپس چلے جاتے۔ ایک دفعہ غالباً 1932ء کا واقعہ ہے کہ جب وہ سیالکوٹ سے واپس

لوٹ رہے تھے توراستے میں انہوں نے ایک شخص دیکھا جو تقریباً 12 سالہ بچے کو ڈنڈے سے زور زور سے پیٹ رہا تھا۔ وہ ٹانگے سے اترے۔ ڈنڈا اس سے چھینا اور واپس اس کو مارنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ سکول کا استاد ہے۔ یہ بچہ تعلیم پر توجّہ نہیں دیتا۔ ہر مضمون میں کمزور ہے۔ گھر پر دیا ہوا پڑھائی کا کام بھی کرکے نہیں لاتا۔ اس کو بار بار توجّہ دلائی ہے لیکن یہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ میاں موسیٰ صاحبؓ نے کہا" طالبعلموں کو مارنا غیر اخلاقی فعل ہے۔ اگر یہ آپ کی خواہش کے مطابق نہیں پڑھتا تو اس کے والدین سے شکایت کریں۔ بچوں کو پیٹنے سے وہ سدھرتے نہیں"۔ استاد نے ان کی تجویز پر لبیک کہا اور محمد موسیٰ صاحبؓ سے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ طلباء کو سزا نہیں دے گا۔ میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے اسے تنبیہ کی کہ اگر انہیں پتہ چلا کہ اس نے بچوں کو دوبارہ سزادی ہے تو وہ اسے جیل بھجوادیں گے۔ اس علاقہ میں لوگوں کو معلوم تھا کہ موسیٰ صاحبؓ بڑے اثر رسوخ والے آدمی ہیں۔ کورٹ کچہری میں سب ان کو جانتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے سیالکوٹ کو اپنا دوسرا وطن قرار دیا تھا۔ وہ بچوں کو مارنے کے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ بچوں کو مارنا شرک ہے ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ یہ وجہ تھی کہ موسیٰ صاحبؓ بچوں کو مارنا قطعاً پسند نہ کرتے تھے۔ بچے اپنے ہوں یا غیر کے وہ ان سے محبّت کرتے تھے۔

تعمیر مساجد میں حصّہ لینا

حضرت محمد موسیٰ صاحبؓ مساجد کی تعمیر میں ضرور حصّہ لیتے۔ مسجد خواہ احمدیوں کی ہو یا غیر احمدیوں کی اس کی تعمیر میں استطاعت سے بڑھ کر حصّہ ڈالتے۔ جن مساجد کی تعمیر کا خاکسار کو علم ہوا کہ ان میں دادا جان نے مالی قربانی کی تھی وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ اپنے گاؤں تقی پور چھاپہ کی مسجد تعمیر کروائی اور امام مسجد وہاں رکھوایا اور اس کے کھانے پینے کا خاطر خواہ بندوبست کیا۔

2۔ ہمارے آبائی گھر فلیمنگ روڈ کے متصلہ غیر احمدیوں کی مسجد کی تمام اینٹوں کا خرچہ اُٹھایا۔ محلے کے لوگ حجت تمام کرنے آپ کے پاس مسجد کے چندہ کے لئے آئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب یہ شخص مرزائی ہو گیا ہے اور اُن کی مسجد کے لئے چندہ نہ دے گا۔

3۔ مسجد دہلی دروازہ لاہور کی تعمیر میں ایک بڑی رقم پیش کی۔

4۔ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ آف نیلہ گنبد لاہور نے گنج مغلپورہ لاہور میں ایک بیت الذکر تعمیر کروائی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لاہور تشریف لائے تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے دادا جان نے آپ کی خدمتِ اقدس میں درخواست کی کہ حضور ازراہِ نوازش اس مسجد کو دیکھ کر اس ناچیز غلام کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور 26 فروری 1922ء کو گنج مغلپورہ لاہور کی احمدیہ مسجد دیکھنے تشریف لے گئے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھائی[31]،[32]،[33]۔

بیت الذکر گنج مغلپورہ لاہور

بیت الذکر مغلپورہ

31روزنامہ الفضل ربوہ 27فروری 1922ء
32 تاریخ احمدیت مؤلفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد چہارم صفحہ 295
33 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 460 مطبوعہ فروری 1966ء

بردباری اور ذہانت کی مثال

میاں محمد یحییٰ صاحب نے خاکسار محمود احمد ناگی کو بتایا:

والد صاحب میاں محمد موسیٰ صاحب کے زمانے میں لاہور میں کئی ٹھگ گھوما کرتے تھے اور اَن پڑھ اور سیدھے سادھے لوگوں کو کسی نہ کسی بہانے سے لوٹتے تھے۔ ایک گروہ سونا بنانے والوں کا بھی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جوانی میں ان کو بھی سونا بنانے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن انہوں نے مشاورت کے لئے اپنے ابا یعنی حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ سے اس بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے کہا ہاں مجھے سونا بنانا آتا ہے اور میں کل تمہیں اس کا اصل نسخہ سمجھاؤں گا۔ ابّا جان سناتے ہیں کہ اگلے دن صبح میاں جی ان کو کام پر گھر سے جلدی لے گئے۔ والد صاحب ان دنوں ویلڈنگ کا کام کیا کرتے تھے۔ ان کو اُس دن ان کی استطاعت سے زیادہ کام دے دیا اور کہا کہ اسے شام سے پہلے مکمل کرلو تاکہ سونا بنانے کی ترکیب تمہیں بتائی جائے۔ شام کو ابّا جان نے جتنا کام کیا میاں جی نے اس کی مالیت کا اندازہ لگایا اور اتنی رقم ابّا جان کو دیتے ہوئے کہا کہ سوہا بازار (سونے کا کاروبار کرنے والوں کا لاہور میں بازار) میں لبھو رام سنیار کے پاس جاؤ۔ وہ میرا جاننے والا ہے اور اس سے اتنی مالیت کا خالص سونا لے آؤ۔ تم اسے میرا بتاؤ گے تو تمہیں ناخالص سونا نہیں دے گا۔ ابّا جان دی ہوئی رقم کا خالص سونا لے آئے اور بہت خوش تھے کہ آج سونا بنانے کا طریقہ معلوم ہو جائے گا۔ دادا جان نے سونا دیکھا تو کہا کہ بہت خالص سونا ہے۔ سونا دیکھنے کے بعد دادا جان نے اسے ابّا جان کے ہاتھ میں واپس تھما دیا اور کہا کہ آج سارے دن میں

تم نے محنت کر کے اتنا سونا بنایا ہے۔ سونا بنانے کا اس سے مجرّب کوئی نسخہ نہیں۔

کیا خوبصورت انداز میں سمجھا دیا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ٹھگوں کی ٹھگی سے نجات دلوادی۔ کیا عمدہ طریق تھا بات ذہن نشین کرانے کا؟ بزرگوں کے سمجھانے کے رنگ نرالے ہوتے ہیں۔ ہمارے بزرگ اپنے قول اور عمل سے بات سمجھا دیتے تھے۔ یہ طریق آئندہ نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو گی۔

مزاح کے چند پہلو

میاں محمد موسیٰ صاحب کی باتوں میں مزاح کا پہلو سب کی توجہ کا باعث بنتا۔ جس محفل میں بیٹھتے مرکزِ نگاہ بن جاتے۔ خاکسار کے والد میاں محمد یحییٰ صاحب بتاتے ہیں:

ان کے والد میاں محمد موسیٰ صاحب اپنی والدہ ماجدہ کو 1903ء میں فریضہ حج ادا کروانے بیت الحرام تشریف لے گئے۔ ان دنوں حج کا سفر عام طور پر بحری جہاز سے ممکن ہوا کرتا تھا اور بہت کھٹن مراحل سے گذرنا پڑتا تھا۔ لاہور سے مکّہ معظمہ کے سفر کے دوران وہ تندرست رہیں۔ حج بیت اللہ کی سعادت پائی اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت بھی کی۔ واپسی پر بحری جہاز کے سفر کے دوران ان کی طبیعت اچانک خراب ہوئی۔ جہاز میں موجود ممکنہ طبّی سہولیات فراہم کی گئیں لیکن وہ قضائے الٰہیٰ وفات پا گئیں۔ ابھی منزل پر پہنچنے میں کافی دن تھے اور ان کی میّت جہاز پر دیر تک محفوظ نہ رکھی جا سکتی تھی۔ حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے خود جنازہ پڑھایا۔ جہاز میں موجود بہت سے لوگوں نے بھی ان کا جنازہ پڑھا۔ بحری جہاز کے دستور کے مطابق ان کا تابوت سمندر کی گہرائی میں اتار دیا گیا۔ گھر پہنچنے پر اہلِ خانہ نے پوچھا کہ بے بے جی ساتھ کیوں نہیں آئیں۔ اس پر میاں جی نے کہا 'حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو دریائے نیل میں بہا دیا تھا۔ اب میاں محمد موسیٰ کی باری تھی اور اس نے اپنی والدہ کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر کے تاریخ کو دہرا دیا'۔ پھر کہا کہ حج سے واپسی کے دوران جہاز پر سخت بیمار ہو گئیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

اِنااللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک اور واقعہ محترم ابّا جان سنایا کرتے تھے:

میاں جی کو تمباکو سے سخت نفرت تھی۔ راہ میں آتے جاتے کسی کو حقّہ پیتے دیکھتے تو حقّے کی چلم توڑ دیتے اور نقصان کے ازالہ کے لئے چلم کی قیمت جو ان دنوں ایک آنہ (ایک روپے کا سولواں حصّہ) ہوتی تھی ادا کر دیتے اور اس بُری عادت کو ترک کرنے کی تلقین بھی کرتے۔ جب سڑک سے گذرتے تو تمباکو پینے والے ادھر اُدھر چھپ جاتے۔ ویسے بھی ان دنوں بڑوں کے سامنے جوان بچے تمباکو نوشی سے گریز کرتے تھے۔

ہمارے آبائی گھر واقع فلیمنگ روڈ لاہور کے سامنے ایک عزیز نامی حجام دکان کرتا تھا۔ محلے والے اسے کریلا چھیڑتے تھے۔ جب بھی گھر میں کریلے پکنے کے لئے آتے تو دادا جان کسی چھوٹے بچے کے ہاتھ اس حجام کو ایک کریلا بھجواتے اور خود گھر کی کھڑکی سے یہ نظارہ دیکھ کر محظوظ ہوتے۔ وہ سیخ پا ہو کر اونچی اونچی آواز میں بولنے لگتا۔ کبھی کبھی اس کی دکان پر جاکر اس کی دلجوئی کرتے اور اس سے حجامت وغیرہ بھی بنواتے۔

میری پھوپھی زینب بی بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب بی اے روایت کرتی ہیں کہ:

ایک دفعہ ان کی والدہ رحمت بی بی صاحبہؓ نے شکایت کی کہ گھر میں مٹی کے برتن یعنی ہانڈیاں اور گھڑے وغیرہ پرانے ہو گئے ہیں اور ان کو تبدیل ہونا چاہیے۔ نئے منگوا دیں۔ ایک دو روز کے بعد مٹی کے برتنوں سے بھری ایک گڈ گھر پہنچ گئی اور کمہار نے گھر کے باہر برتن اتارنے شروع کر دیئے۔ وہ بتاتی ہیں کہ یہ برتن ایک عرصہ تک گھر میں استعمال ہوتے رہے بلکہ رشتہ داروں اور جان پہچان والوں کو بھی تقسیم کئے گئے اور ختم ہونے کا نام نہ لیتے تھے۔

ایک اور موقع پر زینب بی بی صاحبہ نے بتایا کہ:

گھر میں جلیبیوں (مٹھائی) کی فرمائش کی گئی۔ میاں جی حاجی محمد موسیٰ نے سب سے باری باری پوچھا کہ ہر کوئی بتائے کہ کتنی کتنی جلیبیاں کھائے گا؟ افراد اہلِ خانہ نے اپنی خواہش کے مطابق تعداد بتائی۔ میاں جی نے حلوائی کے پاس جا کر سپیشل جلیبیاں بنوائیں ہر جلیبی کا وزن تقریباً ایک سیر (2پاونڈ) ہو گا۔ حلوائی ساری مٹھائی ایک بڑے تھال میں رکھ کر گھر چھوڑ گیا۔ میاں جی نے سب کی فرمائش کے مطابق جلیبیاں تقسیم کر دیں۔ سب کے لئے اتنی مٹھائی کھانا مشکل ہو گیا۔ اس واقعہ سے سب بہت محظوظ ہوئے۔ یہ ایسا واقعہ تھا جو کبھی بھلایا نہ جا سکا۔

گاؤں کے مولوی کا ایک دلچسپ واقعہ

اپنے گاؤں میں میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے ایک مسجد نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے بنوا رکھی تھی۔ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام اپنے گھر سے کر دیا اور اس کے علاوہ کچھ حصّہ ہر فصل میں سے بھی دیتے تھے۔ قبولِ احمدیت کے بعد جب گاؤں گئے تو مولوی ان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے تو نہ روک سکا لیکن آپ جب لاہور واپس چلے گئے تو گاؤں والوں کو آپ کے خلاف اکسایا اور کہا کہ مسجد میں مرزائی نے نماز پڑھی ہے اس لئے اب یہ پلید ہو گئی ہے۔ سب گاؤں والوں کا فرض ہے کی مسجد کی مل کر دھلائی کریں تاکہ مسجد پاک ہو جائے۔ گاؤں میں مولوی کی بات نہیں ٹالی جاتی کیونکہ لوگوں نے اس سے جنازہ اور نکاح وغیرہ پڑھوانا ہوتا ہے۔ لوگوں نے مولوی کے اصرار پر مسجد دھوئی۔ کچھ دنوں کے بعد جب محمد موسیٰ صاحبؓ دوبارہ گاؤں پہنچے تو ان کو اپنے ایک مزارع نے یہ بات بتادی۔ میاں محمد موسیٰؓ کو اس بات پر بہت غصّہ آیا اور انہوں نے مسجد جا کر مولوی کی داڑھی پکڑ لی اور کہا کہ اگر میرے نماز پڑھنے سے مسجد پلید ہو جاتی ہے تو اب تمہاری داڑھی بھی پلید ہو چکی۔ اگر تم میں زرا بھی حیا ہے تو اس کو فوراً منڈوا دو۔ آپ کا گاؤں میں بہت رعب اور دبدبہ تھا۔ لوگوں کو پتہ تھا کہ حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کو تو عدالت میں بھی کرسی مل جاتی ہے اور وہ بہت رکھ رکھاؤ والے آدمی ہیں۔ مولوی نے بھانپ لیا کہ مسجد کی امامت خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے اس نے حاجی میاں محمد موسیٰؓ صاحب سے فوراً معافی مانگی اور معاملہ رفع دفع ہوا۔ اس کے بعد ایسی

حرکت کرنے کی گاؤں میں کسی نے جرأت نہ کی۔ میاں محمد موسیٰؓ نے احمدیت کے عقیدہ کا بانگِ دہل اعلان کر رکھا تھا۔

جماعتی پکنک کے دوران دریا پر حادثہ

نومبر 1945ء میں داداجان میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں دہلی کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے کہ ان کے ایک ہندو دوست نے اخبار میں تین بچوں کی دریائے راوی میں ڈوبنے کی خبر دکھائی اور کہا میاں موسیٰ صاحبؓ یہ تو آپ کے اپنے پوتے ہیں۔ یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری۔ آپ فوراً لاہور چلے آئے اور دیکھا کہ پورے شہر میں کہرام مچا ہوا ہے اور سارا شہر غم کی حالت میں ہے۔ جگہ جگہ تین بچوں کا دریائے راوی میں ڈوبنے کا چرچہ ہے۔ شہر کے سرکردہ اخباروں نے اس خبر کو پہلے صفحہ پر نمایاں چھاپا ہوا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ خدّام الاحمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام دریائے راوی لاہور پر 11 نومبر 1945ء کو ایک پکنک منعقد ہوئی۔ خدّام دریا پر کشتی رانی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ہمارے خاندان کے پانچ اور بارہ دوسرے خدّام ایک ہی کشتی میں سوار تھے۔ کشتی دریا میں اچانک ڈوب گئی۔ خدّام نے ایک دوسرے کی جانیں بچانے کے لئے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ کوشش کے باوجود تین خدام دریا کی لہروں میں گم ہو گئے۔ بچوں کو کافی تگ و دو کے بعد پانی سے نکال کر ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی نعشوں کو دوسرے روز یعنی 12 نومبر کو قادیان لے جایا گیا۔ بعد از نماز مغرب حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے بچوں کے قبرستان کے ساتھ کی زمین میں دفن کئے گئے۔ بعد تدفین حضرت مرزا

بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ وہ تینوں بچے موسیٰ خاندان کے ہی چشم وچراغ تھے۔ ان کے نام یہ تھے[34]۔

1۔ عبد الواجد ابن میاں عبد الماجد صاحب عمر پندرہ سال

2۔ منیر احمد ابن میاں عبد الماجد صاحب عمر چھ سال

3۔ عطاء الرحمٰن ابن میاں محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ عمر 15سال

اپنے پوتوں کی ناگہانی موت سے داداجان پر بہت اثر ہوا اور وہ گہرے صدمے میں چلے گئے۔ یہ بہت بڑا حادثہ تھا۔ ابّا جان میاں محمد یحییٰ صاحب بتاتے ہیں کہ میاں جی بچوں کا دکھ نہ بھلا سکے اور ہر وقت ان کو یاد کرتے رہتے تھے۔ ان کے لئے دعائیں کرتے رہتے تھے۔ شائد یہی صدمہ ان کی موت کا سبب بنا۔

34 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 521 تا 522 مطبوعہ فروری 1966ء

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰؓ کی وفات

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ اپنے تین پوتوں کے دریائے راوی میں ڈوبنے کو ابھی نہ بھولے تھے کہ ان کی اپنی صاحبزادی عائشہ بیگم (خاکسار کی ساس محترمہ) بھی دو ہفتہ بعد ایک طویل بیماری کے باعث اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ بچوں کے ڈوبنے کے غم کے بعد یہ نیا حادثہ رونما ہو گیا۔ اب تو موسیٰ صاحب نے چپ سادھ لی جیسے خدا تعالیٰ نے انہیں صبر عطا کر دیا ہو۔ کسی قسم کا ناشکری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ آیا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ ڈوبنے والے بچوں اور اپنی صاحبزادی کے لئے دعائیں کرتے رہتے تھے۔ یہ سارے صدمات آخر کار جان لیوا ثابت ہوئے اور 24 دسمبر 1945ء کو وہ خود بھی اس جہانِ فانی سے اپنے مولا کے پاس حاضر ہو گئے[35]۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان سے راضی ہو۔ دو ماہ سے کم عرصہ میں خاندان کے پانچ افراد وفات پا گئے۔ اس سال کو ہماری فیملی میں غم کا سال کہا جاتا ہے۔ میاں موسیٰ صاحبؓ کا جسدِ خاکی ان کی دکان واقع نیلہ گنبد لایا گیا اور اسی جگہ رکھا گیا جہاں آقا حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے اور ان کی دکان کے باہر کرسی پر بیٹھے تھے۔ جماعت احمدیہ کی کثیر تعداد ان کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئی۔ عزیز و اقارب بھی پہنچ گئے۔ نیلہ گنبد میں ہی ان کا جنازہ ادا کیا گیا۔ غیر احمدی احباب نے اپنا علیحدہ جنازہ پڑھا۔ اس کے بعد ان کی میّت بہشتی مقبرہ قادیان لے جائی گئی اور وہاں بھی

---

35 روزنامہ الفضل ربوہ 25 دسمبر 1945ء صفحہ 2 کالم 1

احباب جماعت کی کثیر تعداد نے جنازہ ادا کیا۔ پھر خاندانِ موسیٰ کے جدّ امجد کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ قادیان بہشتی مقبرہ کا نقشہ بناتے وقت میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نے جس جگہ کا اپنے لئے انتخاب کیا تھا وہاں ان کے آقا ومولا سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا مزارِ اقدس ہے۔

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ ؓ
نیلہ گنبد لاہور

تدفین بہشتی مقبرہ قادیان　　　　وفات 24 دسمبر 1945ء

حرفِ آخر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بڑا ثبوت آپ کے وہ تمام صحابہؓ ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنی زندگیاں دینِ متین کی آبیاری کے لئے وقف کئے رکھیں۔ اصحاب احمدؑ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجازی نشاناتِ الٰہیہ کے عینی شاہد ہیں۔ان کی اولادیں ہزاروں کی تعداد میں اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور حضورؑ کی دعاؤں کے فیوض اور ثمرات سمیٹ رہی ہیں۔شائد ہی کوئی ایسا احمدی گھرانہ ہو جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے زندہ اور تابندہ نشاناتِ الٰہیہ کا تذکرہ موجود نہ ہو۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب احمدی ان بزرگ ہستیوں کی سیرت کے نمونے اپنی زندگیوں میں ہر آن جاری رکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ احمدی بچوں کی زمّہ داری ہے کہ اپنے بزرگ صحابہ کی زندگیوں کے واقعات کو قلمبند کریں۔ حضرت میاں محمد موسیٰؓ کے واقعات کو تحریر میں لانا اس ارشاد کی تعمیل ہے۔ حضرت محمد موسیٰ صاحبؓ اپنے کارناموں اور اخلاقِ فاضلہ کے حسین نمونوں کی وجہ سے آج بھی زندہ جاوید ہیں۔خدا تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولادوں کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حوالہ جات

1 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 7-296، مطبوعہ فروری 1966ء
2 لاہور کی روحانی قدریں مولّفہ حنیف محمود صاحب صفحہ 89
3 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 302 مطبوعہ فروری 1966ء
4 اخبار بدر قادیان دارالامان 28 مارچ 1912ء صفحہ 2 کالم 1
5 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 301 مطبوعہ فروری 1966ء
6 روزنامہ الفضل ربوہ 25 اپریل 2013ء صفحہ 4 تا 6 تک
7 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد 18 صفحہ 306 تا 307
8 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 8-227 مطبوعہ فروری 1966ء
9 روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 9 صفحہ 7-136 روایت منشی محبوب عالم صاحبؓ
10 تذکرہ اصحابِ احمد خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 9 مارچ 2012ء
11 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد دہم صفحہ 543 تا 545
12 روایات اصحاب احمدؑ (غیر مطبوعہ) رجسٹر 11 صفحہ 7 تا 8
13 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 297 تا 298 مطبوعہ فروری 1966ء
14 تذکرہ اصحابِ احمد خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 4 مئی 2012ء
15 روزنامہ الفضل ربوہ 5 مارچ 2010ء صفحہ 3
16 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 405 مطبوعہ فروری 1966ء
17 پانچ ہزاری مجاہدین تحریکِ جدید صفحہ 242
18 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد دوم صفحہ 516
19 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 299 مطبوعہ فروری 1966ء
20 روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر 11 صفحہ 11 تا 15
21 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 300 مطبوعہ فروری 1966ء
22 سیرت المہدیؑ جلد دوئم صفحہ 387 مؤلّفہ قمر انبیا حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب
23 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 323

24 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 468
25 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد سوئم صفحہ 520
26 اصحابِ احمد جلد نہم مؤلّفہ ملک صلاح الدین آف قادیان صفحہ 357
27 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد چہارم صفحہ 434
28 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 10-309 مطبوعہ فروری 1966ء
29 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد پنجم صفحہ 90 تا 92
30 کلامِ محمود مؤلّفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناشر سیّد محمد سعید سلیم دار التجلید اُردو بازار لاہور
31 روزنامہ الفضل ربوہ 27 فروری 1922ء
32 تاریخ احمدیت مؤلّفہ حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد جلد چہارم صفحہ 295
33 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 460 مطبوعہ فروری 1966ء
34 تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) صفحہ 521 تا 522 مطبوعہ فروری 1966ء
35 روزنامہ الفضل ربوہ 25 دسمبر 1945ء صفحہ 2 کالم 1

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ آف نیلہ گنبد لاہور کا شمار حضرت مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام کے جیّد صحابہ میں ہوتا ہے۔ میاں محمد موسیٰ نے 1902ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا کہ عام لوگوں کے لئے آپ کی صداقت کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ آپ قسم کھا کر تحریر فرماویں کہ آپ وہی مسیح موعودؑ ہیں جس کا دنیا کو انتظار ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے لفافہ کی پشت پر تحریر فرمایا: '**میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں وہی مسیح موعودؑ ہوں جسکا وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دیا تھا۔ و لعنت اللہ علی الکاذبین۔ خاکسار مرزا غلام احمد بقلم خود۔**' جب میاں محمد موسیٰؓ کی تسلّی ہوگئی تو بغیر کسی حیل وحجت کے آپؑ کی غلامی میں آگئے۔ آپؑ سے حد درجہ کی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ کی صحبت میں زیادہ وقت گذارنے کے لئے ایک لمبے عرصہ تک آپ کے اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے لئے لاہور سے قادیان سفر کر کے جاتے اور اس وقت تک گھر نہ لوٹتے جب تک حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام واپس جانے کی اجازت نہ دے دیتے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضورؑ کی دعاؤں کے نتیجے میں آپ کے اخلاص اور تقویٰ میں استقامت اور استقلال پیدا ہوا اور انعاماتِ الٰہیہ کے دروازے کھلتے چلے گئے جس کا ثمر آپ کی نسلوں میں جاری و ساری ہے۔
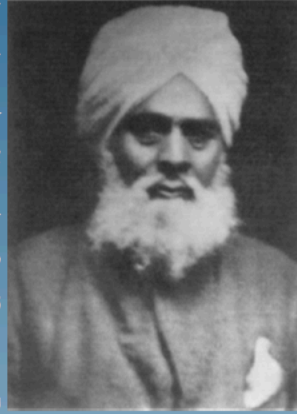
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آخری ایام میں آپ کے بارے میں مندرجہ ذیل تعریفی کلمہ کہا جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ '**میاں محمد موسیٰ صاحب آپ نے دین کی بہت خدمت کی**'۔

ISBN 978-1-946812-28-5
9 781946 812285 >